قرآن کریم اور سنّت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کی تعلیمات کا علمبردار

بینات

جلد: ۸۶ شمارہ: ۸
شعبان المعظم: ۱۴۴۴ھ - مارچ: ۲۰۲۳ء
قیمت فی شمارہ: ۵۰ روپے، زرِ سالانہ: ۶۰۰ روپے

مدیر / مدیر مسئول
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

نائب مدیر
مولانا سیّد احمد یوسف بنوری

مدیر معاون
مولانا محمد اعجاز مصطفی

ناظم
مولانا فضل حق یوسفی

خط وکتابت اور ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر ماہنامہ ''بینات''، جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن
کراچی، پوسٹ کوڈ: 74800، پوسٹ بکس نمبر: 3465
فون دفتر ''بینات'': 021-34927233

بیرون ملک سے بذریعہ ہوائی ڈاک

یورپ اور امریکی ممالک، وغیرہ: 40 امریکی ڈالر
عرب اور ایشیائی ممالک، وغیرہ: 35 امریکی ڈالر

اکاؤنٹ نمبر

اکاؤنٹ نمبر: 0101900-397-7 برانچ کوڈ: 00816
مسلم کمرشل بینک علامہ بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

وضاحت

ماہنامہ ''بینات'' میں اشتہارات کی اشاعت کا مقصد تصدیق اور سفارش نہیں ہے۔ ادارہ معاملات کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

فون: 34913570 - 34123366 - 34121152 **Ext.** 146 - 147
فیکس: 92-21-34919531 +
Web: www.banuri.edu.pk ***Email***: bayyinat@banuri.edu.pk

ناشر: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری **مطبع:** شفق پرنٹنگ پریس **طابع:** حافظ ثناء اللہ واحدی

فہرستِ مضامین

بصائر وعبر

سوئیڈن میں قرآن کریم کی بے حرمتی	۳	محمد اعجاز مصطفیٰ
پاکستان میں تین اَلمناک حادثات!	۶	

مقالات ومضامین

مکاتیبِ بنوریؒ ... مکتوب بنام حضرت تھانویؒ اور اُن کا جواب	۸	انتخاب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری
پندرہویں شعبان (شبِ براءت) ... مغفرت کی رات	۱۰	ڈاکٹر مفتی محمد نجیب قاسمی سنبھلی
علامہ زیلعیؒ کی کتاب ''نصب الرأية'' تعارف اور منہجِ تخریج	۱۵	مفتی ابوالخیر عارف محمود
دعاءِ رسول (ﷺ) کے مستحق بنئے!	۲۳	مفتی عبید الرحمٰن
رسول اللہ ﷺ کا اُسلوبِ تعلیم اور منہجِ تبلیغ	۳۲	مولوی عصمت اللہ نظامانی
قدرتی آفات اور ہماری ذمہ داریاں!	۳۷	مولوی محمد فہد ظریف
کرپٹوکرنسی، این ایف ٹی اور بلاک چین تعارف، مغالطے، شرعی نقطۂ نظر اور ہماری ذمہ داری (قسط:۶)	۴۱	جناب ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی

یادِ رفتگاں

مفتی شہید الاسلامؒ (بنگلہ دیش) کی رحلت	۵۶	محمد اعجاز مصطفیٰ

دار الافتاء

گیس کی قلت کی صورت میں گیس کمپریسر لگانے کا حکم	۵۹	ادارہ

نقد ونظر

صراط المنعمين في حياة الأنبياء والمرسلين تعلیم العقائد (حصہ دوم)	۶۲	ادارہ

سوئیڈن میں قرآن کریم کی بے حرمتی

تہذیبِ مغرب کی جھنجھلاہٹ اور شکستگی کا اظہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ، معنی، رسم الخط، زبان، ماحول اور اس کی عملی صورت ہر ایک چیز محفوظ ہے۔ جس ہستی پر یہ کلام نازل ہوا، اس کی صورت اور سیرت بھی محفوظ اور اس کلام کے اولین مخاطبین کی سِیَر اور زندگیاں بھی محفوظ ہیں۔ مغرب یہ سمجھتا ہے کہ ہم نے اسلام، قرآن اور تہذیبِ اسلامی کو مٹانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگالیا۔ مسلمانوں کا نصابِ تعلیم بدلا، ان کی زبان بدلی، ان کے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا نظامِ تعلیم اور ان کا لباس بدلا۔ ان کو مخلوط تعلیم پر مجبور کیا۔ الیکٹرونک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا کی یلغار اُن کو ڈھیر نہیں کرسکی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے این جی اوز بنا کر اور مسلم ممالک میں اُن کو گھسا کر مسلمانوں کے دلوں سے اللہ تعالیٰ، اس کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آخری الہامی کتاب سے ان کی محبت کو ختم نہیں کرسکے۔ مغربی کافر یہ سمجھتا ہے کہ جب تک مسلمانوں کے پاس یہ قرآن کریم موجود ہے، ہم مسلمانوں کو مٹا نہیں سکتے۔

ایک زمانہ میں دو سپر طاقتیں دنیا پر موجود تھیں: ایک سوویت یونین (روس) اور دوسری امریکہ۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت اور افغان جہاد کی برکت سے سوویت یونین ٹوٹ گیا، جس کے نتیجہ میں کچھ اسلامی

ریاستیں روسی استبداد سے آزاد ہوئیں اور کچھ غیر مسلم ریاستوں کو بھی خلاصی ملی۔ ان کفریہ ریاستوں میں ایک یوکرائن بھی ہے، جس نے اپنا کچھ جھکاؤ یورپ اور امریکہ کی طرف کیا تو روس اس پر چڑھ دوڑا۔ روس کے اس طرزِ عمل کو دیکھتے ہوئے سوئیڈن نے بھی ''نیٹو'' کی چھتری کے حصول اور اس کا رکن بننے کے لیے ''نیٹو'' میں درخواست دی۔ ترکی نے اس کی مخالفت کی، اس بنا پر ۲۱؍جنوری ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ سوئیڈن کے دارالحکومت اسٹاک ہوم میں ترک سفارت خانہ کے سامنے دائیں بازو کا ڈنمارک نژاد سوئیڈش سیاستدان اور انتہا پسند پارٹی کا سربراہ راسموس پلوڈن ایک گھنٹے تک اسلام، قرآن اور مسلمانوں کی متبرک شخصیات کے خلاف مغلظات بکتا رہا۔ اس کے بعد اس نے لائٹر سے قرآن کریم کے نسخے کو آگ لگادی۔ اس دوران پولیس نے پلوڈن کو حفاظتی حصار میں لیے رکھا۔ یہ ملعون کا انفرادی عمل نہیں تھا، بلکہ اس نے باقاعدہ اپنی گورنمنٹ سے اس کی اجازت لی، گویا گورنمنٹ نے اپنے مقاصد کے لیے اس کو آگے کیا۔ اس موقع پر مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاجی مظاہرہ بھی کیا۔

سوئیڈن گورنمنٹ نے اس کو آگے اس لیے کیا، کیونکہ یہ ملعون پہلے بھی اپریل ۲۰۱۹ء میں ڈنمارک کے شہر تیبور میں قرآن کریم کے خلاف مظاہرے کرچکا ہے، جسے کئی ہزار مسلمانوں نے سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے اور اس ملعون کے خلاف مظاہرہ کرتے ہوئے ناکام بنایا۔ ایک سال بعد اگست ۲۰۲۰ء میں سوئیڈن کے جنوبی مغربی شہر سالما میں پھر اس نے منصوبہ بنایا، حکام نے اسے گرفتار کرکے اس کے ملک ڈنمارک میں بھیج دیا۔ اپنے راہنما کی گرفتاری پر اس کے ہمنوا انتہا پسند برہم ہوئے اور انہوں نے قرآن کریم کا ایک اور نسخہ نذرِ آتش کردیا، جس پر وہاں فسادات پھوٹ پڑے، جو کئی دن تک جاری رہے۔ کچھ عرصہ بعد پلوڈن سوئیڈن میں واپس آگیا اور ایک بار پھر گزشتہ سال ۱۵؍اپریل کو ببروشہر کی جامع مسجد کے سامنے قرآن سوزی کی، جس پر مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا۔

توہینِ قرآن کے اس دلخراش اور اندوہناک واقعہ پر پاکستان، سعودی عرب، ایران، عراق، اردن اور قطر کے علاوہ دنیائے اسلام کے کئی ممالک نے شدید ردِ عمل دیا۔ ترکی نے توہینِ قرآن پر سخت ردِ عمل دیتے ہوئے فن لینڈ، سوئیڈن اور ترکیا کے سہ فریقی مذاکرات ملتوی کردیئے، اس لیے کہ سویڈن کے شہر اسٹاک ہوم میں ترک سفارت خانے کے سامنے قرآن کریم کو نذرِ آتش کیا گیا۔ ترک حکام نے کہا: ملعون پلوڈن راسموس کو اسلام مخالف مہم کی اجازت دینا افسوس ناک ہے، اس طرح کے گھناؤنے عمل سے یورپ سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے، اس عمل کا مقصد نفرت پھیلانا ہے، جس سے یورپ

میں پرامن بقائے باہمی خطرے میں پڑ گیا ہے۔ پاکستان کے سینٹ میں اس کے خلاف قراردادِ مذمت منظور کی گئی اور سخت رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔

پاکستان کے دفترِ خارجہ نے اپنے بیان میں کہا کہ: مسلمانوں پر واضح ہو رہا ہے کہ آزادیِ اظہار کو مذہبی نفرت اور تشدد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ سعودی عرب نے کہا کہ: یورپ کے متعدد شہروں میں قرآن کریم کے نسخے نذرِ آتش کیے جانا افسوس ناک ہے۔

پاکستان کی تمام مذہبی جماعتوں نے ملک بھر میں سوئیڈن، ہالینڈ اور ڈنمارک میں قرآن کریم نذرِ آتش کیے جانے پر بھر پور مظاہرے کیے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت کراچی میں سوئیڈن اور ہالینڈ میں قرآن کریم کی شہادت کے واقعات کے خلاف احتجاجی مظاہرے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر کی حیثیت سے راقم الحروف اور جمعیت علماء اسلام سندھ کے سیکرٹری جنرل مولانا راشد محمود سومرو، قاری محمد عثمان، مولانا محمد غیاث اور دیگر علمائے کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: مغرب نے قرآن کریم کی توہین کر کے اہلِ اسلام کے جذبات کو للکارا ہے۔ عالمی سامراج لاکھوں ڈالر خرچ کر کے مسلمان نسل کی ذہن سازی اسلام کے خلاف کر رہا ہے۔ بنیادی ضروریات دنیا بھر میں مہنگی ہیں، لیکن مغرب تک رسائی کے ذرائع کیبل اور انٹرنیٹ سستے ہیں۔ مسلمان کبھی اپنے ایمان کا سودا نہیں کر سکتے۔ اسلام کی فطرت میں جاذبیت ہے، اسلام کے خلاف اتنی سازشوں کے باوجود یہ دنیا میں تیزی سے مقبول ہو کر پھیل رہا ہے، اسی لیے مغرب اس سے خوف زدہ ہے اور قرآن کریم کی گستاخی کے درپے ہو گیا ہے۔ دنیا کو آزادی، رواداری اور اعتدال پسندی کا درس دینے والا مغرب خود اسلام دشمنی میں بدترین قسم کی انتہا پسندی بلکہ اسلاموفوبک دہشت گردی پر اُتر آیا ہے۔ اسلام تمام مذاہب کے احترام کا درس دیتا ہے۔ مسلمان حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور بائبل کو تقدس کا درجہ دیتے ہیں۔ قرآن کریم، مساجد، مدارس اور ختمِ نبوت ہماری سرخ لکیر ہیں، کسی کو ان کی جانب میلی آنکھ سے دیکھنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ دریں اثنا شہر کے مختلف اضلاع سے ریلیوں کی شکل میں عوام پرانی نمائش پر جمع ہوئے، جہاں مجمع احتجاجی مظاہرے کی شکل اختیار کر گیا۔ مقررین نے اپنے خطاب میں کہا کہ کفارِ مکہ نے بھی قرآن کریم سننے سے لوگوں کو روکنا چاہا تھا، مگر وہ بھی ناکام رہے تھے۔ آج کے کفار بھی ان شاء اللہ قرآن کریم کے خلاف سازشوں میں ناکام رہیں گے۔ ایسی کارروائیوں کا آزادیِ اظہارِ رائے سے کوئی تعلق نہیں۔ مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا انسانی حقوق کے بین الاقوامی قوانین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ ہمارا حکومت سے

مطالبہ ہے کہ قومی سطح پر عظمتِ قرآن کانفرنس منعقد کرائی جائے اور فوری طور پر سوئیڈن ہالینڈ اور ڈنمارک کے سفیروں کو بلاکر انہیں متنبہ کردیں کہ اگر اس گھناؤنے عمل سے باز نہ آئے تو اگلا احتجاج ان کے سفارت خانوں کے باہر ہوگا۔

بہر حال مغرب نے مسلمانوں کو تڑپانے اور اشتعال دلانے کے لیے قرآن سوزی کے واقعات دوبارہ شروع کردیئے ہیں، جن پر مغربی ممالک سمیت ان کی لے پالک لونڈی ''اقوامِ متحدہ'' بالکل چپ سادھے ہوئے ہے۔ انہیں سوچنا چاہیے کہ ''ہر عمل کا ایک ردِعمل ہوتا ہے۔'' جب ایک ملعون بار بار ایک عمل کررہا ہے تو اس کا پھر کہیں نہ کہیں ردِعمل بھی آئے گا۔ ردِعمل آنے پر پھر مغرب کو تلملانے اور جھنجھلاہٹ کا شکار نہیں ہونا چاہیے، اور نہ یہ کہنا چاہیے کہ مسلمان دہشت گرد ہیں اور مسلمانوں میں برداشت نہیں۔ یہ کتنی گھٹیا سوچ ہے کہ ترکی نے سوئیڈن کی نیٹو میں شمولیت کی مخالفت کردی تو چونکہ ترکی کے لوگ مسلمان ہیں اور قرآن کریم کے ماننے والے ہیں تو ان کے قرآن کریم کو جلایا جائے اور دھمکی دی جائے کہ اگر ترکی نے مخالفت ترک نہ کی تو ہر جمعہ ایسے واقعات کیے جائیں گے۔ افسوس صد افسوس! بتلایا جائے کہ یہ کونسی انسانیت اور کونسی عقل مندی ہے؟

بہر حال! ہم مغربی عوام سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ عوام اپنے اپنے ممالک کے ان حکمرانوں کو سمجھانے کی کوشش کریں، اور انہیں کہیں کہ ہمارے امن کو تہ وبالا نہ کریں، اس لیے کہ اگر نفرت کی یہ آگ بھڑک اُٹھی تو اس کے سامنے کوئی نہیں بچ سکے گا، و لا فعل اللہ ذٰلک.

پاکستان میں تین المناک حادثات!

۲۹/جنوری ۲۰۲۳ء کو کوئٹہ سے کراچی جاتے ہوئے تیز رفتاری کے باعث مسافروں سے بھری بس ایک کھائی میں جاگری، بس میں آگ لگنے کے باعث ۴۴ آدمی جاں بحق ہوگئے، صرف دو آدمی زندہ بچے جو کہ زخمی حالت میں ہیں۔

اسی طرح اسی دن ایک مدرسہ کے طلباء کوہاٹ میں کشتی میں سیر کی غرض سے سوار ہوئے تو گنجائش سے زیادہ افراد کشتی میں بٹھانے پر کشتی اُلٹ گئی، جس سے گیارہ طلبہ شہید ہوگئے۔

۳۰/جنوری ۲۰۲۳ء بروز پیر پشاور پولیس لائن کی جامع مسجد میں عین ظہر کی نماز کے وقت ایک دھماکہ ہوا، جس میں ۶۳ نمازی حضرات شہید جبکہ ڈیڑھ سو سے زائد افراد زخمی ہوئے، ان زخمیوں میں کئی افراد کی حالت نازک ہے، پورے کے پی کے میں سوگ کا سماں ہے۔ پولیس کے مطابق مسجد میں باجماعت نمازِ ظہر ادا کی جارہی تھی، جس کے دوران پہلی صف میں کھڑے خودکش حملہ آور نے خود کو دھماکے سے اُڑا دیا، جس سے مسجد کی چھت گرگئی اور ایک حصہ شہید ہوگیا۔ شہداء میں پیش امام، ایک پولیس افسر اور خاتون شامل ہیں۔ دھماکے کے وقت چار سو پولیس اہلکار موجود تھے۔ وزیر اعظم شہباز شریف، آرمی چیف، وزیر اعلیٰ کے پی کے گورنر، پشاور کے میئر کے علاوہ سیکورٹی حکام جائے وقوعہ پر پہنچے، ہسپتال میں زخمیوں کی عیادت کی۔

اس اندوہناک اور غمناک واقعہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ ایک عرصہ سے کے پی کے میں پولیس فورسز پر کئی حملے ہوچکے ہیں، جس میں کئی پولیس افسران اور سپاہی جاں بحق ہوگئے۔

یہ واقعہ پولیس لائنز میں ریڈ زون میں ہوا ہے، جہاں پولیس کے علاوہ سول لوگوں کو کئی چوکیوں سے تفتیش کے بعد آگے جانے کی اجازت دی جاتی ہے، تو سوچنے کا مقام ہے کہ یہ دہشت گرد اندر کیسے پہنچا؟ کیا پولیس میں سے کسی نے سہولت کاری کی، یا یہ سیکورٹی پر مامور افراد اور اہلکاروں کی غفلت کے سبب یہ سانحہ پیش آیا؟

بہرحال! ادارہ بینات ان تینوں حادثات میں شہید ہونے والے حضرات کے لیے رفعِ درجات کی دعا اور ان کے لواحقین سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کی فوری تحقیقات کرکے اصل مجرموں کو پکڑ کر کیفرِ کردار تک پہنچائے، تاکہ جہاں ان واقعات میں شہداء کے لواحقین کے لیے کچھ تسلی کا سامان ہو، وہاں دوسرے دہشت گردوں کے لیے عبرت ہو۔ جو اس سانحہ میں زخمی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جلد از جلد صحت عطا فرمائے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے اور ملک دشمنوں کو دنیا وآخرت میں عبرت کا نشان بنائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد و علٰی آلہٖ و صحبہٖ أجمعین

..... ❀ ..... ❀ ..... ❀ .....

مکاتیب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب بنام حضرت تھانویؒ اور اُن کا جواب

انتخاب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

مکتوب حضرت بنوری رحمہ اللہ بنام حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هو الله

صاحب المعالي والمآثر، سيدي ومولاي أطال الله حياتكم النافعة المباركة لنا وللأمة جمعاء!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں پشاور پہنچ گیا، لیکن دل تھانہ بھون میں ہے۔ قیام بہت مختصر رہا، لیکن طویل قیام کا مشتاق وآرزومند بنا دیا۔ حضرت والا نے جو ظاہری و باطنی توجہات وعنایات سے سرفراز فرمایا، اور جو احسانِ عظیم فرما دیا، اس کے شکر سے زبان قاصر ہے، لیکن الحمد للہ دل کو احساس ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی کو دیر تک سلامت با کرامت رکھے، اور ہم تشنگانِ فیض کو سیراب فرمائے۔ حضرتِ محترم! میں بہت پیاسا آیا ہوں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جلد دوبارہ پہنچا دے، اور کچھ سیرابی کا سامان محض اپنے فضل وکرم سے میسر فرما دے۔ رخصت ہوتے وقت دل نے بہت چاہا کہ دستِ مبارک کو بوسہ دوں، لیکن ''ادب'' اس ''ادب'' سے مانع رہا۔ رات (کو) میں نے خواب، بلکہ بين النوم واليقظة میں دیکھا کہ آپ نے مجھے سینہ سے لگایا اور بہت زور سے دبایا، اور مجھے بے حد حظ وشرف وانشراح حاصل ہوا، اللّٰھم زِد فَزِد! دل بہت کچھ لکھنے کو چاہتا ہے، مگر کہیں تطویل باعثِ ملالِ خاطر نہ ہو، اس لیے ترک کرتا ہوں۔ اب صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ حضرتِ والا کی توجہات کا بہت مشتاق ہوں، اور دعواتِ صالحہ کا بہت محتاج، امید ہے کہ کبھی خیال آئے تو اپنی توجہات اور دعوات سے نوازیں گے، وأجركم على الله سبحانهٗ وتعالىٰ.

گھر میں بیماری ہے، جس سے طبیعت کو پریشانی ہے، امید ہے کہ ایک دو وقت دعا فرمائیں گے، تاکہ اللہ تعالیٰ دل کو ان فضول پریشانیوں سے نجات دلاکر مطمئن فرمائے۔ اپنے بعض کوائف کسی دوسرے عریضہ میں عرض کروں گا۔ والسلام ختام

میں ہوں آپ کا خادم، توجہات ودعوات کا محتاج اور زیارت کا مشتاق۔

محمد یوسف البنوری عفا اللہ عنہ

از پشاور

۲۷؍رجب ۱۳۵۹ھ

جناب مولانا شبیر علی صاحب اور جناب وصل صاحب بلگرامی اگر مجلس میں حاضر ہوں تو سلام عرض ہے۔

جواب: اس وقت پاس نہیں۔ (۱)

جواب حضرت تھانوی رحمہ اللہ

منبعِ اخلاص ومحبت، معدنِ اختصاص ومودت، أدامه الله كما يتمناه و يرضاه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

ہر ہر جزء کا جواب میری استعداد سے بالا ہے، اس لیے صرف دو شعر پر اکتفا کرتا ہوں، ایک اپنی حالت کے متعلق، یعنی:

طاؤس را بہ نقش و نگارے کہ ہست خلق
تحسیں کنند او خجل از پائے زشت خویش (۲)

اور ایک باوجود حالتِ ناکارگی مذکور کے اپنی خدمت کے متعلق، یعنی:

بیا جامی رہا کن شرمساری
ز صاف و درد پیش آر آنچہ داری(۳)

---

(۱) نوٹ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ خط کے جواب میں عام طور پر اس صفحے پر متعلقہ مقام پر لکیر کھینچ کر اطراف وحواشی میں اس کا جواب درج کردیا کرتے تھے، پیش نظر مکتوب میں بھی یہی اسلوب برتا گیا ہے۔

(۲) اس (اللہ تعالیٰ) نے مور کو نقش ونگار سے مزین پیدا کیا ہے، لوگ اس کی (خوب صورتی پر) تعریف کرتے ہیں، جبکہ مور خود اپنے پاؤں کی بدصورتی پر شرمسار ہے۔

(۳) جامی آجاؤ اور شرمساری چھوڑ دو، جو کچھ تمہارے دامن میں ہے صفائے قلب اور درد سے پورا سامنے لاؤ۔

پندرہویں شعبان (شبِ براءت)

مغفرت کی رات

ڈاکٹر مفتی محمد نجیب قاسمی سنبھلی
فاضل دارالعلوم دیوبند، انڈیا

ماہِ شعبان بہت سی فضیلتوں کا حامل ہے، چنانچہ رمضان کے بعد آپ ﷺ سب سے زیادہ روزے اسی ماہ میں رکھتے تھے، جیسا کہ:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے رمضان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی پورے مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا، سوائے شعبان کے کہ اس کے تقریباً پورے دنوں میں آپ روزے رکھتے تھے۔'' (بخاری، مسلم)

''حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں (نفلی) روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ رجب اور رمضان کے درمیان واقع ایک مہینہ ہے جس کی برکت سے لوگ غافل ہیں۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔'' (نسائی، مسند احمد، ابوداود)

محدثین کی ایک بڑی جماعت کی رائے ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ شعبان کے تقریباً مکمل مہینے میں روزے رکھتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کو شعبان کے روزے بہت پسند ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اس سال انتقال کرنے والوں کے نام اس ماہ میں لکھ دیتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میری موت کا فیصلہ اس حال میں ہو کہ میں روزہ سے ہوں۔''

(رواه أبو يعلى وهو غريب وإسناده حسن، الترغيب والترهيب، وذكر الإمام الحافظ السيوطي في الدر المنثور)

بعض دیگر احادیث میں شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے، تاکہ اس کی وجہ سے رمضان کے روزے رکھنے میں دشواری نہ ہو۔ غرضیکہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ماہِ شعبان بلاشبہ بہت سی فضیلتوں کا حامل ہے اور اس ماہ کے آخری چند دنوں کے علاوہ شعبان میں زیادہ سے زیادہ روزے رکھنے چاہئیں۔

شبِ براءت

شعبان کی پندرہویں رات کو شبِ براءت کہا جاتا ہے، جو ۱۴ تاریخ کے سورج غروب ہونے سے شروع ہوتی ہے اور ۱۵ تاریخ کی صبح صادق تک رہتی ہے۔ شبِ براءت فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی: نجات پانے کی رات کے ہیں۔ چونکہ اس رات میں بے شمار گناہگاروں کی مغفرت کی جاتی ہے، اس لیے اس شب کو شبِ براءت کہا جاتا ہے۔ اس رات کی خاص فضیلت کے متعلق اختلاف ہے، لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ اس رات کی فضیلت کا بالکلیہ انکار کرنا صحیح نہیں ہے۔ شبِ براءت کی فضیلت کے متعلق تقریباً ۱۰ صحابۂ کرامؓ سے احادیث مروی ہیں، جن میں سے بعض صحیح ہیں، اگرچہ دیگر احادیث کی سند میں ضعف موجود ہے، لیکن وہ کم از کم قابلِ استدلال ضرور ہیں اور احادیث کی اتنی بڑی تعداد کو رد کرنا درست نہیں ہے۔ نیز امتِ مسلمہ کا شروع سے اس پر معمول بھی چلا آرہا ہے، لہٰذا علم حدیث کے قاعدہ کے مطابق ''اگر حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہو، لیکن امتِ مسلمہ کا عمل اس پر چلا آرہا ہو تو اس حدیث کو بھی قوت حاصل ہوجاتی ہے اور وہ قابلِ اعتبار قرار دی جاتی ہے، ان احادیث پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

ان احادیث سے شبِ براءت میں کسی مستقل عمل کو ثابت نہیں کیا جارہا ہے، بلکہ اعمالِ صالحہ (مثلاً نمازِ فجر وعشاء کی ادائیگی، بقدرِ توفیق نوافل خاص کر نمازِ تہجد کی ادائیگی، قرآن کریم کی تلاوت، اللہ کا ذکر، اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی اور دعائیں) کے کرنے کی رغبت دی جارہی ہے، جن کا تعلق ہر رات سے ہے، اور ان اعمالِ صالحہ کا احادیثِ صحیحہ سے ثبوت بھی ملتا ہے، جس پر ساری اُمت متفق ہے۔ شبِ براءت بھی ایک رات ہے۔ شبِ براءت میں تھوڑا اہتمام کے ساتھ ان اعمالِ صالحہ کی ادائیگی کے لیے علماء ومحققین کی ایک بڑی جماعت کی رائے کے مطابق ۱۰ صحابۂ کرامؓ سے منقول احادیث ثبوت کے لیے کافی ہیں۔ اگر کچھ لوگوں نے غلط رسم ورواج اس رات میں شروع کردیے ہیں تو اس کی بنیاد پر اعمالِ صالحہ کو اس رات میں کرنے سے روکا نہیں جاسکتا، بلکہ رسم ورواج کے روکنے کا اہتمام کرنا ہوگا، مثلاً عیدالفطر کی رات یا دن میں لوگ ناچنے گانے لگیں تو عیدالفطر کا انکار نہیں کیا جائے گا، بلکہ غلط رسم ورواج کو روکنے کا مکمل اہتمام کیا جائے گا۔ نیز شادی کے موقع پر رسم ورواج اور بدعات کی وجہ سے نکاح ہی سے انکار نہیں کیا جائے گا،

بلکہ بدعات اور رسم ورواج کو روکنے کی کوشش کی جائے گی۔ اسی طرح موت کے وقت اور اس کے بعد کی بدعات کو روکنے کی کوشش کی جائے گی، نہ کہ تدفین ہی بند کردی جائے۔

شبِ براءت کی فضیلت سے متعلق چند احادیث

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرہویں شب میں تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور ساری مخلوق کی سوائے مشرک اور بغض رکھنے والوں کے سب کی مغفرت فرماتا ہے۔''

(صحيح ابن حبان، طبراني، وذكره الإمام الحافظ السيوطي في الدر المنثور عن البيهقي، وذكره الحافظ الهيثمي في مجمع الزوائد، ج:٨، ص:٦٥، وقال: رواه الطبراني في الكبير والأوسط، ورجاله ثقات)

اسی مضمون کی روایت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مسند احمد (۲/۱۷۶) میں مروی ہے: ''قاتل اور بغض رکھنے والوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرماتا ہے۔'' جس کو حافظ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد، ج:۸، ص:۶۵ میں صحیح قرار دیا ہے۔

''حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پندرہویں شب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز لگائی جاتی ہے کہ: ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو معاف کروں؟ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں عطا کروں؟ ہر سوال کرنے والے کو میں عطا کرتا ہوں، سوائے مشرک اور زنا کرنے والے کے۔''

(أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ج: ٣، ص:٣٨٣. الدر المنثور للسيوطي. ذكره الحافظ ابن رجب في اللطائف)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس نہ پایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں ڈر تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے گمان ہوا کہ آپ دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی شب کو نچلے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ اور اس رات میں بے شمار لوگوں کی مغفرت کی جاتی ہے، مگر مشرک، عداوت کرنے والے، رشتہ توڑنے والے، تکبرانہ طور پر ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب پینے والے کی طرف اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم نہیں ہوتی۔''

(مسند أحمد، ج :٦، ص:٢٣٨، ترمذي، أبواب الصيام. ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة)

’’حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو اس رات میں قیام کرو اور اس دن روزہ رکھو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ غروبِ آفتاب کے وقت سے سماءِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کیا کوئی رزق کا متلاشی ہے کہ میں اسے رزق عطا کروں؟ کیا کوئی مصیبت کا مارا ہے کہ میں اس کی مصیبت دور کروں؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ حتیٰ کہ صبح صادق کا وقت ہو جاتا ہے۔‘‘ (ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة، والبيهقي شعب الإيمان، الدر المنثور للسيوطي، الترغيب والترهيب للمنذري، لطائف المعارف للحافظ ابن رجب)

اس رات میں ان اعمالِ صالحہ کا خاص اہتمام

عشاء اور فجر کی نمازیں وقت پر ادا کریں۔ بقدرِ توفیق نفل نمازیں خاص کر نمازِ تہجد ادا کریں۔ اگر ممکن ہو تو صلاۃ التسبیح پڑھیں۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کریں۔ اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، خاص کر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں۔ اپنے اور میت کے لیے دعائے مغفرت کریں۔ شب براءت میں پوری رات جاگنا کوئی ضروری نہیں ہے، جتنا آسانی سے ممکن ہو عبادت کرلیں، لیکن یاد رکھیں کہ کسی شخص کو آپ کے جاگنے کی وجہ سے تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ اس رات میں بقدرِ توفیق انفرادی عبادت کرنی چاہیے۔

پندرہویں تاریخ کا روزہ

شبِ براءت کی فضیلت کے متعلق بہت سی احادیث موجود ہیں، مگر شبِ براءت کے بعد آنے والے دن کے روزے کے متعلق صرف ایک ضعیف حدیث موجود ہے، لہٰذا ماہِ شعبان میں صرف اور صرف پندرہویں تاریخ کے روزہ رکھنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا یا اس دن روزہ نہ رکھنے والے کو کم تر سمجھنا صحیح نہیں ہے، البتہ ماہِ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے چاہئیں۔

غیر ثابت شدہ اعمال

اس رات میں مندرجہ ذیل اعمال کا احادیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے، لہٰذا ان اعمال سے بالکل دور رہیں: حلوا پکانا، حلوا پکانے سے شبِ براءت کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے۔ آتش بازی کرنا، یہ فضول خرچی ہے، نیز اس سے دوسروں کی املاک کو نقصان پہنچنے کا بھی خدشہ ہے۔ قبرستان میں عورتوں کا جانا،

عورتوں کا کسی بھی وقت قبرستان جانا منع ہے۔ قبرستان میں چراغاں کرنا۔ مختلف قسم کے ڈیکوریشن کا اہتمام کرنا۔ عورتوں اور مردوں کا اختلاط کرنا۔

جن کی مغفرت نہیں ہوتی

جن گناہ گاروں کی اس بابرکت رات میں بھی مغفرت نہیں ہوتی، وہ یہ ہیں: مشرک، قاتل، والدین کی نافرمانی کرنے والا، بغض وعداوت رکھنے والا، رشتہ توڑنے والا، تکبرانہ طور پر ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننے والا، شراب پینے والا، زنا کرنے والا۔ لہٰذا ہم سب کو تمام گناہوں سے خاص کر ان مذکورہ کبیرہ گناہوں سے بچنا چاہیے۔

خلاصۂ کلام

ماہِ شعبان کی فضیلت اور اس میں زیادہ سے زیادہ روزہ رکھنے کے متعلق اُمتِ مسلمہ متفق ہے۔ پندرہویں رات کی خصوصی فضیلت کے متعلق محدثین وفقہاء وعلماء کی بڑی جماعت کی رائے ہے کہ اس باب سے متعلق احادیث کے قابلِ قبول (حسن لغیرہٖ) اور امتِ مسلمہ کا عمل ابتدا سے اس پر ہونے کی وجہ سے اس رات میں انفرادی طور پر نفل نمازوں کی ادائیگی، قرآن کریم کی تلاوت، ذکر اور دعاؤں کا کسی حد تک اہتمام کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگنی چاہیے۔ کسی کسی شبِ براءت میں قبرستان بھی چلا جانا چاہیے۔ اس نوعیت سے اس رات میں عبادت کرنا بدعت نہیں، بلکہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ جو حضرات اس رات کی خاص فضیلت کے قائل نہیں ہیں، اُن سے درخواست ہے کہ وہ اس رات میں نوافل نہ پڑھیں اور قبرستان نہ جائیں، لیکن جو حضرات اپنے نبی کی تعلیمات کے مطابق اس رات میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا چاہتے ہیں اور اپنے نبی کے نقشِ قدم پر چل کر قبرستان جانا چاہتے ہیں تو اُن کو اِس رات میں انفرادی عبادت کرنے سے نہ روکیں۔ ہاں! غلط رسم ورواج کے روکنے کے لیے حکمت وبصیرت کے ساتھ مشترکہ کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام نیک اعمال کو قبول فرمائے۔ آمین

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

علامہ زیلعیؒ کی کتاب ’’نصب الرأیة‘‘

تعارف اور منہجِ تخریج

مفتی ابوالخیر عارف محمود
مدرسہ فاروقیہ، گلگت

اس وقت احادیث کی تخریج پر مشتمل سب سے مشہور کتاب ’’نصب الرأیة لأحادیث الهدایة‘‘ ہے۔ یہ مشہور حنفی فقیہ ومحدث علامہ جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف زَیلعی (المتوفی: ۷۶۲ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں علامہ زیلعیؒ نے مشہور حنفی فقیہ علامہ علی بن ابوبکر مَرغینانیؒ (المتوفی: ۵۹۳ھ) کی فقہ حنفی میں تصنیف کردہ مشہور کتاب ’’الهدایة‘‘ میں استشہاد کردہ احادیث کی تخریج کی ہے۔

علامہ زیلعیؒ کا مختصر تعارف

آپ کا نام نسب یوں ہے: حافظ متقن جمال الدین ابومحمد عبد اللہ بن یوسف زَیلَعی حنفی (المتوفی: ۷۶۲ھ)، آپ کو زَیلَعی ’’زَیلَع‘‘ شہر کی نسبت سے کہا جاتا ہے، جو کہ حبشہ کے ساحلی علاقہ میں واقع ہے، اس میں ایک بندرگاہ بھی ہے، آج کل یہ صومالیہ کا حصہ ہے۔ علامہ زیلعیؒ نے ایک علمی ماحول میں پرورش پائی، پہلے فقہ کا علم حاصل کیا اور اس میں مہارت حاصل کی، پھر حدیث کی طلب میں لگے اور خوب اہتمام سے علمِ حدیث حاصل کیا اور اپنے وقت کے کبار شیوخ سے حدیث کا سماع کیا اور فاضل ہوئے اور حدیث کے جمع وتالیف میں لگے۔ (۱)

آپ کے مشہور شیوخ

آپ کے مشہور شیوخ میں ’’کنز الدقائق‘‘ کے شارح علامہ فخر زیلعیؒ اور قاضی علاء الدین ترکمانیؒ ہیں۔

علامہ زیلعیؒ اور علامہ عراقیؒ کا تخریجِ حدیث کے لیے اجتماعی مطالعہ

آپ نے کتبِ حدیث کے مطالعہ کو لازم پکڑا، یہاں تک فقہ حنفی کی مشہور کتاب ’’الهدایة‘‘ اور تفسیرِ

کشاف کی احادیث کی انتہائی استیعاب کے ساتھ تخریج کی ۔ مزے کی بات یہ ہے علامہ زیلعیؒ اور علامہ عراقیؒ نے جن کتابوں کی احادیث کی تخریج کی ہے، اس کے لیے دونوں مل کر کتبِ احادیث کا مطالعہ کیا کرتے تھے، علامہ زمخشری کی تفسیر ''الکشاف'' کی احادیث کی تخریج پر مشتمل ایک اور کتاب ''تخريج أحاديث الکشاف'' بھی تصنیف کی ۔ علامہ زیلعیؒ ۷۶۲ھ کو قاہرہ (مصر) میں فوت ہوئے اور وہیں پر دفن ہوئے ۔ (۲)
رحمه الله رحمةً واسعةً.

عمدہ ترین کتابِ تخریج

''نصب الرأية'' کتبِ تخریج میں عمدہ ترین کتاب ہے، اگر اسے عمدہ ترین نہ شمار کیا جائے تو بھی یہ طرقِ حدیث اور کثیر کتبِ حدیث میں ان کے مقام کی نشاندہی پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے اَنفع ہے، اس کے ساتھ ہی حدیث کی سند کے رجال سے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال بھی شافی وکافی طور پر بیان کیا ہے کہ میرے علم کے مطابق ان سے پہلے کسی نے ایسے بیان نہیں کیا ہے ۔

علامہ زیلعیؒ کا حدیث اور علومِ حدیث میں تبحُّر

علامہ زیلعیؒ کے اس منہج اور علوم سے بعد میں آنے والے اصحابِ کتبِ تخریج خاص طور پر حافظ ابن حجرؒ نے استفادہ کیا ہے ۔ شیخ کی کتاب ''نصب الرأية'' حدیث اور علومِ حدیث میں ان کے تبحُّر اور مصادرِ کثیرہ کے بارے میں وسعتِ اطلاع پر دلالت کرتی ہے ۔ علامہ سید محمد بن جعفر کتانیؒ نے ''الرسالة المستطرفة'' میں اس کتاب کے بارے میں فرمایا کہ: یہ انتہائی مفید تخریج ہے، ان کے بعد آنے والے ہدایہ کے شراح نے اس سے مدد لی ہے، بلکہ حافظ ابن حجرؒ نے بھی اپنی تخریج کردہ کتب میں علامہ زیلعیؒ کی تخریج سے بکثرت مدد لی ہے ۔ (۳) یہ علامہ زیلعیؒ کا فنِ حدیث اور اسماء الرجال میں تبحُّر اور فروعِ حدیث میں ان کی وسعتِ نظری کے کمال کی دلیل وگواہی ہے ۔ (۴)

علامہ زیلعیؒ کا طریقۂ تخریج

علامہ زیلعیؒ کا ''نصب الرأية'' میں تخریج کا طریقہ یہ ہے کہ آپ پہلے صاحب ہدایہ کی ذکر کردہ حدیث کی عبارت ذکر کرتے ہیں، پھر اس کے بعد تمام طرق ومواضع کے استقصاء کے ساتھ اصحابِ کتبِ حدیث وغیرہ میں سے جس جس نے اس کی تخریج کی ہے، اس کو بیان کرتے ہیں، پھر ان احادیث کو ذکر کرتے ہیں جو صاحب ہدایہ کی ذکر کردہ حدیث کے معنی کے لیے شاہد اور مؤید ہوتی ہیں اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ ان احادیث کی تخریج کس کس محدث نے کی ہے، بطور تائید وشاہد ذکر کرنے والی احادیث کے لیے ''أحاديث

الباب'' کا رمز اختیار کرتے ہیں، پھر اگر وہ مسئلہ ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلافی ہو تو حنفیہ کے برخلاف موقف اختیار کرنے والے ائمہ نے جن احادیث سے استشہاد کیا ہے انہیں بھی ذکر کرتے ہیں، ان احادیث کے لیے ''أحاديث الخصم'' کا رمز وعنوان اختیار کرتے ہیں اور یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ کن کن محدثین نے وہ روایت نقل کی ہے۔ علامہ زیلعیؒ یہ سارا عمل نہایت صاف اور بے داغ طریقہ اور کمالِ انصاف سے انجام دیتے ہیں، کسی بھی طرح کا مذہبی تعصب وغیرہ انہیں حق بات سے دائیں بائیں نہیں کرسکا۔

''نصب الرأية'' طبعات

یہ کتاب دو دفعہ طبع ہوچکی ہے، ان میں سے پہلی طباعت اس صدی کے اوائل میں ہندوستان میں ہوئی، لیکن یہ طباعت اسانید اور متن دونوں میں اغلاط سے بھری ہوئی ہے، اس میں بعض جگہ ایسی تصحیف اور سقط واقع ہوئے ہیں کہ اس طباعت پر اعتماد ممکن نہیں رہا۔ دوسری طباعت قاہرہ میں مجلسِ علمی پاکستان کی تصحیح اور اشراف کے ساتھ سنہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء کو دار المامون سے ہوئی، یہ چار جلدوں میں ایک عمدہ اور محقق طبع ہے۔ (۵)

تخریج میں ترتیبِ فقہی کی رعایت

اس کتاب کی احادیث کی تخریج کی ترتیب کتبِ فقہیہ کے ابواب کی ترتیب پر رکھی گئی ہے۔ کتاب کی ابتدا ''كتاب الطهارة'' کی احادیث کی تخریج سے ہوتی ہے اور ابوابِ فقہیہ کی ترتیب سے آخر تک گئی ہے۔ علامہ زیلعیؒ نے ابواب کی ترتیب میں اصل کتاب یعنی ہدایہ کے مصنف کی ترتیب کی پیروی کی ہے، اسی وجہ سے اس کی مراجعت انتہائی آسان ہے، اس لیے کہ مراجعت کرنے والا اگر اس حدیث کا موضوع اور باب معلوم کرے تو وہ اس باب میں مطلوبہ حدیث کی تخریج دیکھ سکتا ہے۔

علامہ زیلعیؒ کے طریقۂ تخریج کے ذیل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اس کتاب کو تخریجِ احادیثِ احکام کے سلسلہ میں ایک ضخیم انسائیکلو پیڈیا جانا جاتا ہے، خواہ ان احادیث سے حنفیہ نے استدلال کیا ہے یا ان کے علاوہ دیگر اصحابِ مذاہبِ متبوعہ نے استدلال کیا ہے۔ یہ ایک عظیم خصوصیت ہے جس کی وجہ سے یہ جلیل القدر کتاب دیگر کتابوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے اس کتاب کے مصنف علامہ زیلعیؒ کو بہترین جزا عطا فرمائے، آمین۔

کتاب میں سے تخریج کی ایک مثال

اس کتاب میں سے تخریج کا ایک نمونہ ومثال ملاحظہ کیجیے! یہ مثال اس حدیث کی تخریج سے متعلق ہے جس میں کپڑے پر منی لگ جائے تو پاک کرنے کی کیفیت بیان کی گئی ہے:

ذیل میں آپ ملاحظہ کرسکتے ہیں کہ علامہ زیلعیؒ نے منی کے نجس ہونے یا پاک ہونے کے اختلافی مسئلہ کے بارے میں ہدایہ میں وارد احادیث کی تخریج کرتے ہوئے اپنے منہج کے مطابق سب سے پہلے ''الحديث الثالث'' کے عنوان سے صاحبِ ہدایہ کی نجاستِ منی سے متعلق ذکرکردہ نصِ حدیث کو بیان کیا، پھر اس پر غریب ہونے کا حکم لگایا، اس کے بعد یہ بتایا کہ امام دارقطنیؒ نے اپنی سنن میں اور امام بزارؒ نے اپنی مسند میں اس حدیث کو سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور ان دونوں کی سند کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا، اس کے بعد ابن الجوزیؒ کا اس حدیث اور اس کے طرق پر مفصل کلام نقل کیا ہے، ملاحظہ کیجیے:

ہدایہ میں ذکرکردہ نصِ حدیث

''الحديث الثالث : روي عن النبي ـ صلى الله عليه و سلم ـ أنه قال لعائشة رضي الله عنها في المني : '' فاغسليه إن كان رطبا، وافركيه إن كان يابسا.''

ترجمہ: ''تیسری حدیث: نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کے بارے میں فرمایا کہ: اگر منی تر ہو تو اسے دھولو اور خشک ہوگئی ہو تو اسے کھرچ لو۔''

علامہ زیلعیؒ نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کو غریب قرار دیا اور فرمایا: ''قلت : غريب.''

اس کے بعد علامہ زیلعیؒ نے یہ بتایا کہ اسی طرح کی روایت امام دارقطنیؒ نے اپنی سنن میں اور امام بزارؒ نے اپنی مسند میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے، ملاحظہ کیجیے:

''وروى الدارقطني في ''سننه'' من حديث عبد الله بن الزبير: ثنا بشر بن بكر، ثنا الأوزاعي، عن يحي بن سعيد، عن عمرة، عن عائشةؓ قالت: ''كنت أفرك المني من ثوب رسول الله ـ صلى الله عليه وآله وسلم ـ إذا كان يابسا، وأغسله إذا كان رطبا''. انتهى . ورواه البزار في ''مسنده'' وقال : لايعلم أسنده عن عائشة إلا عبد الله بن الزبير هٰذا، ورواه غيره عن عمرة مرسلا، انتهى.''

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیا کرتی تھی اگر وہ تر ہوتی اور اسے دھو دیا کرتی اگر وہ خشک ہوا کرتی تھی۔ اسے امام بزارؒ نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور یہ فرمایا کہ وہ نہیں جانتے کہ اس روایت کے راوی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسنداً نقل کیا ہو۔ امام بزارؒ کے علاوہ بعض محدثین نے اسے حضرت عمرہؒ سے مرسلاً نقل کیا ہے۔''

اس کے بعد اس حدیث پر ''التحقيق'' سے علامہ ابن الجوزیؒ کا کلام نقل کیا ہے:

’’قال ابن الجوزي في ’’التحقيق‘‘ : والحنفية يحتجون على نجاسة المني بحديث رووه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنهٗ قال لعائشةؓ : " اغسليه إن كان رطبا وافركيه إن كان يابسا ‘‘. قال : وهٰذا حديث لا يعرف، وإنما روي نحوه من كلام عائشةؓ، ثم ذكر حديث الدارقطني المذكور، والله أعلم.‘‘

’’ابن الجوزیؒ نے ’’التحقیق‘‘ میں فرمایا کہ حنفیہ منی کی نجاست پر اس حدیث سے حجت پکڑتے ہیں جسے وہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: اگر منی تر ہو تو اسے دھولو اور خشک ہوگئی ہو تو اسے کھرچ لو۔ یہ حدیث غیر معروف ہے، ہاں! البتہ اس طرح کی بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام کے طور پر مروی ہے، اس کے بعد دارقطنیؒ کی مذکورہ بالا روایت ذکر کی، واللہ اعلم۔‘‘

حدیث کا ایک محمل اور اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

’’ومن الناس من حمل فرك الثوب على غير الثوب الذي يصلى فيه وهٰذا ينتقص بما وقع في ’’مسلم‘‘ : كنت أفركه من ثوب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فيصلي فيه. وعند أبي داود: ثم يصلي فيه. والفاء ترفع احتمال غسله بعد الفرك، وحمله بعض المالكية على الفرك بالماء، وهٰذا ينتقص بما في "مسلم" أيضا: لقد رأيتني وإني لأحكه من ثوب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بظفري، والله أعلم.‘‘

’’بعض لوگوں نے حدیث میں وارد کپڑے پر لگی منی کے کھرچنے کو نماز کے علاوہ پہنے جانے والے کپڑے یعنی سونے والے کپڑے پر محمول کیا ہے، ان کا یہ محمول کرنا صحیح مسلم میں وارد روایت سے ٹوٹ جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: میں نبی کریم ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچتی تھی اور آپ اس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ ابو داود کی روایت میں فرمایا کہ پھر اس میں نبی کریم ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے، اس حدیث میں وارد ’’فيصلي‘‘ کا حرفِ فاء کھرچنے کے بعد دھونے کے احتمال کو ختم کرتا ہے، کیوں کہ حرفِ فاء کا تقاضا ہے کہ کھرچنے کے بعد نماز سے پہلے کسی اور عمل کا فاصلہ نہ ہو۔ بعض مالکیہ نے ان روایات کو پانی کے ساتھ کھرچنے پر محمول کیا ہے، جب کہ یہ بھی صحیح مسلم کی دوسری روایت سے ٹوٹ جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے کپڑے سے منی کو اپنے ناخن سے کھرچتی تھی۔‘‘

اس کے بعد علامہ زیلعیؒ نے أحاديث الباب، حديث آخر، اور الآثار کے عنوان سے

مذکورہ بالا حدیث (حنفیہ کے مستدل) کے مؤیدات اور شواہد کو ذکر کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''- أحاديث الباب : روى البخاري ومسلم من حديث عائشةؓ أنها كانت تغسل المني من ثوب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فيخرج، فيصلي وأنا أنظر إلى بقع الماء في ثوبه، انتهى. قال البيهقي: وهٰذا لا منافاة بينه وبين قولها : كنت أفرك من ثوبه ثم يصلي فيه كما لا منافاة بين غسله قدميه ومسحه على الخفين، انتهى. وقال ابن الجوزي: ليس في هٰذا الحديث حجة لأن غسله كان للاستقذار لا للنجاسة.''

- حديث آخر إنما يغسل الثوب من خمس : سيأتي قريباً.

- الآثار : روى ابن أبي شيبة في ''مصنفه'' حدثنا حسين بن علي عن جعفر بن برقان عن خالد بن أبي عزة قال : سأل رجل عمر بن الخطاب فقال : إني احتلمت على طنفسة، فقال : ''إن كان رطباً فاغسله وإن كان يابساً فاحككه وإن خفي عليك فارششه بالماء. انتهى.''

''احادیثِ باب: امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پہ لگی ہوئی منی کو دھویا کرتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کپڑے میں نماز کے لیے نکلتے اور نماز پڑھتے، جب کہ میں آپ کے کپڑے پر پانی کے دھونے کے نشان کو دیکھا کرتی تھی۔ امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ: اس حدیث میں اور سابقہ روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان: ''میں آپ کے کپڑے سے منی کو کھرچتی، پھر آپ اس میں نماز پڑھا کرتے'' میں کوئی منافات نہیں، جیسا کہ وضو میں بغیر موزوں کے پاؤں دھونے اور موزوں پر مسح کرنے والی روایات میں کوئی منافات نہیں، کیوں کہ دونوں الگ الگ حال پر محمول ہیں کہ جب منی تر ہوتی تو دھولیا کرتیں اور جب خشک ہوتی تو اسے اپنے ناخن سے یا کسی اور چیز سے کھرچ کر صاف کیا کرتی تھیں۔ ابن الجوزیؒ نے (اپنے فقہی مسلک کی رعایت کرتے ہوئے اس حدیث کا محمل بیان کرتے ہوئے) کہا کہ یہ حدیث منی کی نجاست پر استدلال کرنے والوں کے لیے کوئی حجت نہیں، کیوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دھونا میل کچیل دور کرنے کے لیے تھا، نہ کہ منی کے نجس ہونے کی وجہ سے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد اگر صرف میل کچیل دور کرنا تھا، نجاست کی وجہ سے نہیں دھویا تو وہ تو کھرچنے سے حاصل ہوجاتا ہے، پھر دھونے کی کیا ضرورت تھی؟ جب کھرچنے کی جگہ دھویا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ دھونا نجاست دور کرنے کے لیے تھا، جیسا کہ منی خشک ہونے کی وجہ سے یہ مقصد کھرچنے سے بھی حاصل ہوجایا کرتا تھا۔ (٦)

اس کے بعد ''حديث آخر'' سے ایک اور حدیث کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ: یہ حدیث آگے آنے والی ہے کہ پانچ چیزوں سے کپڑے کو دھویا جاتا ہے، جن میں سے ایک منی بھی ہے۔ پھر ''الآثار'' کے عنوان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یک اثر نقل کیا کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: مجھے ایک ''طنفسة'' (چٹائی، قالین، دری) پر احتلام ہوا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ: اگر منی ابھی تک خشک نہیں ہوئی اور تر ہے تو اسے دھولو اور اگر خشک ہو گئی ہے تو اسے کھرچ لو اور اگر یہ تم پر مخفی ہو تو اس چٹائی پر پانی کی چھینٹیں مارو۔''

چوں کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے، اس لیے ''أحاديث الخصوم'' کے عنوان سے فریق مخالف کی مستدل احادیث اور ان کے مخرجین اور طرق اور ان پر کلام کو نقل کر رہے ہیں:

''- أحاديث الخصوم: روى أحمد في '' مسنده '' حدثنا معاذ بن معاذ أنبأ عكرمة بن عمار عن عبد الله بن عبيد بن عمير عن عائشةؓ قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسلت المني من ثوبه بعرق الأذخر، ثم يصلي فيه، ويحته يابساً، ثم يصلي فيه. انتهى.

- حديث آخر: أخرجه الدارقطني في ''سننه'' والطبراني في ''معجمه'' عن إسحاق بن يوسف الأزرق عن شريك القاضي عن محمد بن عبد الرحمٰن عن عطاء عن ابن عباسؓ قال : سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن المني يصيب الثوب قال : ''إنما هو بمنزلة المخاط أو البزاق، وقال : إنما يكفيك أن تمسحه بخرقة أو بأذخرة.'' انتهى. قال الدارقطني: لم يرفعه غير إسحاق الأزرق عن شريك. انتهى. قال ابن الجوزي في ''التحقيق'': وإسحاق إمام مخرج له في ''الصحيحين'' ورفعه زيادة وهي من الثقة مقبولة ومن وقفه لم يحفظ. انتهى. ورواه البيهقي في ''المعرفة'' من طريق الشافعي ثنا سفيان عن عمرو بن دينار وابن جريج كلاهما عن عطاء عن ابن عباسؓ موقوفاً وقال : هٰذا هو الصحيح موقوف وقد روي عن شريك عن ابن ليلى عن عطاء مرفوعا ولا يثبت. انتهى.''

''سب سے پہلے مسند احمد سے امام احمدؒ کی روایت کو سند کے ساتھ نقل کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذخر (ایک خاص قسم کی گھاس) کی ٹہنی سے منی کو اپنے کپڑے سے سونت کر صاف فرماتے، پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے، اور اگر منی خشک ہو تو اسے کھرچتے تھے، پھر اس کپڑے میں نماز ادا کرتے تھے۔ ایک اور حدیث امام دارقطنیؒ نے اپنی سنن میں اور امام طبرانیؒ نے اپنی معجم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے اس کپڑے کے بارے میں پوچھا گیا جس پر منی لگ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو ناک کی ریزش کی طرح ہے یا تھوک کی طرح ہے، آپ کے لیے یہ کافی ہے کہ آپ کپڑے کے ایک ٹکڑے یا کسی ٹہنی سے اسے پونچھ لیں۔ امام دارقطنیؒ نے اس روایت پر کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ: شریک سے اسحاق الازرق کے علاوہ کسی اور نے مرفوعاً نقل نہیں کیا، یعنی یہ ان کا تفرد ہے۔ ابن الجوزیؒ نے ''التحقیق'' میں فرمایا کہ: اسحاق الازرق صحیحین کا راوی ہے، ان کا مرفوعاً نقل کرنا زیادتی ہے اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہوتی ہے اور جس راوی نے موقوفاً نقل کیا ہے اس نے اس زیادتی کو حفظ نہیں کیا۔ امام بیہقیؒ نے ''المعرفة'' میں امام شافعیؒ کے طریق سے سفیانؒ سے نقل کیا، وہ عمرو بن دینارؒ اور ابن جریجؒ سے نقل کرتے ہیں، یہ دونوں عطاءؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً نقل کرتے ہیں۔ امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ: یہی صحیح ہے کہ یہ روایت موقوف ہے، جب کہ اسے شریک عن ابن لیلی عن عطاء کے طریق سے مرفوعاً بھی نقل کیا گیا ہے، لیکن یہ مرفوعاً ثابت نہیں۔''

علامہ زیلعیؒ جیسے جلیل القدر فقیہ ومحدث کے تعارف اور منہج تخریج کو علی وجہ البصیرت سمجھنے کے لیے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ زیرِنظر مضمون میں انتہائی اختصار کے ساتھ علامہ زیلعیؒ کے تعارف کے ساتھ ساتھ ان کے منہج تخریج کا ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ علومِ حدیث کے طلباء اور شائقین کو اس فن سے مناسبت پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کے محسن تمام اہلِ علم خاص طور پر فقہاء ومحدثین کو اپنی شان کے مطابق جزاءِ خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے پوری زندگی اور تمام صلاحیتیں لگا کر اسلامی علوم کو نہ صرف محفوظ رکھا، بلکہ نہایت عمدہ انداز میں اگلی نسلوں کو منتقل کیا۔

حوالہ جات

۱- دیکھیے: أصول التخریج ودراسة الأسانید، ص:۱۸، البشریٰ، کراچی

۲- دیکھیے: حاشیہ أصول التخریج، ص:۱

۳- حافظ ابن حجرؒ نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے اور اپنی دو کتابوں ''الدرایة في تخریج أحادیث الهدایة'' (ص:۱۰) اور ''التلخیص الحبیر'' (ص:۹) کے مقدمہ میں ''نصب الرأیة'' کی تخاریج سے استفادہ کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۴- الرسالة المستطرفة، ص:۱۸۸

۵- اسی نسخہ کا عکس لے کر دار إحیاء التراث العربي اور المکتب الإسلامي بیروت اور دار الحدیث، أزهر قاهره سے بھی چھاپا گیا ہے۔

۶- یہ جواب بندہ کی طرف سے ہے۔

دعاءِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے مستحق بنئے!

مفتی عبید الرحمٰن
مایار، مردان

دعا کرنا اور دعاؤں کی درخواست کرنا مسنون عمل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی سب سے عظیم اور مستجاب الدعوات ہستی ہیں۔ ذیل میں احادیث کی کتابوں سے آپ کی بعض ایسی دعائیں نقل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جہاں کسی مخصوص عمل کرنے والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دعا دی ہو۔

پہلا عمل: فراخ دل اور نرم خو ہونا

''صحیح بخاری'' میں ہے:

''عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: ''رحم الله رجلاً سمحاً إذا باع، و إذا اشترى، وإذا اقتضى.'' (صحيح البخاري، كِتَابُ البُيُوعِ، بَابُ السُّهُوْلَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ، وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ، ج: ۳، ص: ۵۷)

ترجمہ: ''جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید وفروخت اور مطالبہ کے وقت نرمی کرے۔''

جو شخص خرید وفروخت اور اپنے حق کے مطالبہ کے وقت فراخ دلی اور نرمی سے کام لیتا ہے، اس کے لیے اس روایت میں اللہ تعالیٰ کے رحمت کی دعا فرمائی گئی ہے۔ رحمت کا لفظ زیادہ استعمال ہونے کی وجہ سے بسا اوقات اس کا حقیقی مفہوم ہمارے ذہنوں سے اوجھل ہوجاتا ہے، اس لیے جن اعمال پر رحمت کی خوشخبری دی جاتی ہے یا اس کی دعا کی گئی ہے، وہ ہمارے اندر کچھ زیادہ حرکت پیدا کرنے کا سبب نہیں بنتی۔ غور کیا جائے تو رحمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص قسم کا تعلق پیدا ہوجاتا ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ کی طرف ہر قسم کے الطاف وعنایات کا دروازہ کھل جاتا ہے اور ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق متنوع نعمتیں حاصل کرتا ہے،

لہٰذا رحمت کی دعا کو معمولی خیال نہ کیا جائے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہر قسم کی نعمتیں حاصل کرنے کا ایک راستہ ہے۔ اس قدر عظیم دولت حاصل کرنے کے لیے اگر کوئی نرم خوئی اور وسعتِ ظرفی کا مزاج بنائے تو کچھ گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔

دوسرا عمل: حدیث یاد کرنا اور آگے پہنچانا

''عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا، فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيْهٍ.''

(سنن أبي داود، كتاب العلم، باب فضل نشر العلم، ج:٣، ص:٣٢٢)

ترجمہ: ''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تازہ رکھے، جس نے ہم سے ایک بات سنی اور یاد کرکے آگے پہنچائی، کیونکہ بعض حاملِ فقہ (یعنی علم دین کے حامل) یہ بات اس شخص کو پہنچا دیتا ہے جو اس سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے اور بعض حاملِ فقہ سمجھدار نہیں ہوتے۔''

اس روایت میں اس شخص کے لیے خوش وخرم رہنے کی دعا فرمائی گئی ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن کر اپنے پاس اچھی طرح محفوظ کرے اور پھر آگے لوگوں کو پہنچائے۔ یہ بھی بڑی جامع دعا ہے، سرسبز وشاداب رہنے کا صرف یہی مطلب نہیں ہے کہ اس کا رنگ وروغن اچھا دکھائی دے، بلکہ اس کے اندر زندگی کے وہ تمام اہم نشیب وفراز داخل ہوجاتے ہیں جو انسان کے سرسبز وشاداب رہنے میں مؤثر ثابت ہوسکتے ہیں، اس لیے اس کے ضمن میں تمام اہم معاملات داخل ہوجاتے ہیں۔

یہاں حدیث شریف میں حدیث سن کر آگے پہنچانے کا ذکر ہے، لیکن ملا علی قاریؒ وغیرہ شارحین نے ذکر فرمایا ہے کہ یہ دعا صرف سننے سے متعلق نہیں ہے، بلکہ کسی بھی ذریعے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر مطلع ہونا مقصود ہے، البتہ عام طور پر چونکہ نئی باتیں سماعت ہی کے ذریعے معلوم ہوتی ہیں، اس لیے اس کا ذکر کیا گیا ہے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال واقوال سب کے بارے میں یہ فضیلت عام ہے اور سبھی کو محفوظ کرکے آگے پہنچانا اس دعا کا مصداق ہے۔ نیز کوئی شخص کسی محدث سے حدیث سن کر آگے پہنچائے یا یوں ہی کسی کتاب وغیرہ میں پڑھ کر آگے پہنچائے، دونوں ہی اس فضیلت کے تحت داخل ہیں۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''منّا'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو کہ جمع کا صیغہ ہے، لہٰذا اس میں صحابہ کرامؓ کے اعمال واقوال بھی داخل ہیں اور جو شخص حضرات صحابہ کرامؓ کی باتیں یا ان کے اعمال محفوظ کرکے آگے نسل کو اس سے متعارف

کرواتے ہیں، وہ بھی اس فضیلت کے تحت داخل ہوجاتے ہیں۔

تیسرا عمل: میاں بیوی کا نماز کے لیے ایک دوسرے کو جگانا

’’عَنْ اَبِيْ هُرَ يْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى، وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهٗ، فَاِنْ اَبَتْ، نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَاِنْ اَبٰى، نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ.‘‘ (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب قيام الليل، ج:۲، ص: ۳۳)

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے، اگر وہ نہیں اُٹھتی تو اس کے چہرے پر پانی ڈالتا ہے، اس عورت پر بھی اللہ تعالیٰ رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو بھی جگاتی ہے، اگر وہ نہیں اٹھتا تو وہ اس کے چہرے پر پانی ڈالتی ہے۔‘‘

اس روایت میں اس شخص کے لیے رحمت کی دعا فرمائی گئی ہے جو خود بھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور بیوی کو بھی اہتمام کے ساتھ اس کے لیے جگائے، اسی طرح جو بیوی خود بھی اس کے لیے اٹھے اور میاں کو بھی اہتمام کے ساتھ اس کے لیے جگائے۔ رحمت کی دعا کا مفہوم پہلے لکھا جاچکا ہے۔

چوتھا عمل: نمازِ عصر سے پہلے چار رکعت نفل پڑھنا

’’عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ امْرَاً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا.‘‘ (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة قبل العصر، ج:۲، ص: ۲۳)

ترجمہ: ’’ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھ لے۔‘‘

اس روایت میں اس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہونے کی دعا فرمائی گئی ہے جو نمازِ عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھ لے۔ یہ نماز کوئی فرض یا سنتِ مؤکدہ نہیں ہے، بلکہ اس کی حیثیت سنتِ غیر مؤکدہ اور نفل کی ہے، تاہم اس پر اس قدر بڑی دعا دی گئی ہے، مختصر عمل پر عظیم اجر وثواب کی یہ بہترین مثال ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے وہ خاص بندے جن کو لوگ اولیاء اللہ کہتے ہیں، وہ ان چار رکعت کی پوری پابندی کرتے ہیں۔

پانچواں عمل: حقوق العباد کی تلافی کروانا

’’عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ عَبْدًا

كَانَتْ لِأَخِيْهِ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ فِيْ عِرْضٍ أَوْ مَالٍ، فَجَاءَهُ فَاسْتَحَلَّهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ حَمَلُوْهُ عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ.'' (سنن الترمذي، ت: بشار، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في شان الحساب والقصاص، ج:٤، ص:١٩١)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جس نے اپنے بھائی کے آبرو یا مال کو نقصان پہنچایا اور موت سے پہلے اس نے اس سے معافی مانگی، اس لیے کہ وہاں درہم و دینار نہیں ہوگا، پس اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں تو وہ اس سے لے لی جائیں گی، اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں تو ان کے گناہ اس پر ڈال دی جائیں گی۔''

اس روایت میں اس شخص کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے جو دنیا میں ہی ان حقوق کی تلافی کا اہتمام کرتا ہے جو اس پر لوگوں کے عائد ہوتے ہیں، ان کو حقوق العباد کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ حقوق بنیادی طور پر تین قسم کی ہیں:

الف: وہ حقوق جو جان سے متعلق ہیں، مثال کے طور پر کسی کو قتل کردیا، کوئی عضو تلف کردیا، یا یوں ہی کسی کو زدوکوب کیا، ان کو جانی حقوق کہا جاتا ہے۔

ب: وہ حقوق جو دوسروں کی املاک سے متعلق ہیں، مثال کے طور پر کسی کی کوئی چیز ضائع کردی، یا کسی کا کوئی مالی حق ذمہ پر باقی ہے، ان کو مالی حقوق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ج: وہ حقوق جو دوسرے کے عزت ومقام سے مربوط ہیں، مثال کے طور پر کسی کو لوگوں کے سامنے بےعزت وذلیل کیا، برا بھلا کہا، اس کی غیبت کی۔ ان کو عرضی حقوق یا حقوقِ عزت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

اگر کسی شخص کے ذمہ دوسرے افراد کے ان تین قسم کے حقوق میں سے کوئی حق برقرار ہو، تو اس کی تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ جس کا حق ہے، اس سے معافی تلافی کروائے، یا اگر کوئی حق ایسا ہے جس کی ادائیگی ہوسکتی ہے تو اس کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی ٹھیک ٹھیک ادائیگی کردے۔ ''جانی حقوق'' کی نوبت عام طور پر کم پیش آجاتی ہے، شاید اس لیے درج بالا روایت میں اس کا ذکر نہیں کیا اور بقیہ دو اقسام کے ذکر کرنے پر اِکتفا کیا گیا۔

چھٹا عمل: دینی تربیت کے لیے گھر میں اہلِ خانہ کی تربیت کا گھر میں انتظام کرنا

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ''جامع کبیر'' میں ہے:

''رَحِمَ اللهُ عَبْدًا عَلَّقَ فِيْ بَيْتِهِ سَوْطًا يُؤَدِّبُ بِهِ اَهْلَهُ. الديلمي عن جابرؓ.''

(جمع الجوامع المعروف بـ الجامع الكبير، القسم الأول: الأقوال، حرف "الراء"، ج: ٥، ص: ١٤٦)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنے گھر میں اہل وعیال کی تادیب کے لیے کوڑا رکھا ہو۔''

اس روایت میں اس شخص کے لیے رحمت کی دعا فرمائی گئی ہے جو گھر میں اس لیے کوڑا رکھتا ہے، تاکہ اس کے ذریعے اپنے اہل وعیال کی تادیب کرے۔ یہاں ''تادیب'' کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے جس کا مفہوم ادب سکھانا ہے، اور تادیب کی ضرورت کسی ناجائز یا نامناسب اقدام کے وقت پیش آتی ہے، اب کس چیز کو ناجائز یا نامناسب سمجھا جائے اور کس کو نہیں؟ اس کے حدود کیا ہوں گے؟ ان باتوں کی درست رہنمائی کرنا دین و شریعت کا منصب ہے، جس میں اسی کی طرف رجوع کرنا اور اسی سے رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے۔ شرعی تعلیمات کا سہارا لیے بغیر کسی چیز کو ناجائز قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ:

الف: دین وشریعت کی کم ازکم بنیادی باتیں اور موٹے موٹے مسائل اس کو معلوم بھی ہوں۔

ب: اور دل میں اس کی اس قدر اہمیت راسخ ہو کہ دیگر تمام تقاضوں پر اس کو مقدم رکھے۔

ج: اپنے اہل وعیال کی دینی تربیت کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھے، بلکہ اس راہ میں ان کو مارنے کی ضرورت پڑے تو بھی اس سے نہ رُکے۔

د: دینی تربیت اور شریعت کے مطابق گھر کا ماحول بنانے کے لیے عام طور پر کوڑے کی ضرورت پڑتی ہو، یہ ضروری نہیں، بلکہ بسا اوقات تو جائز بھی نہیں ہے کہ بات بات پر اہل وعیال کو مارتا رہے، بلکہ ضرورت کے وقت ہی اس کا استعمال کرلینا چاہیے اور اس وقت بھی ضرورت کی مقدار پر اکتفا کرلینا چاہیے، لیکن بہرحال گھر میں رکھنا اور اپنے ماتحت کو باور کرانا کہ اگر کوتاہی ہوجائے تو اس کے استعمال کرنے کی بھی نوبت آسکتی ہے، یہ ضروری ہے۔ اور تجربہ ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ اس طرح یقین دہانی دیئے بغیر دینی تربیت کا خواب پوری طرح شرمندۂ تعبیر نہیں ہوتا، اس لیے متعدد شارحین نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ بسا اوقات مارنا معاف کرنے سے زیادہ بہتر اور نتیجہ خیز ثابت ہوتا ہے۔

ساتواں عمل: حج وعمرہ کے موقع پر حلق یا قصر کرنا

''صحیح بخاری'' میں ہے:

''عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْـمُحَلِّقِيْنَ، قَالُوْا: وَالْـمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ:

اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْـمُحَلِّقِيْنَ، قَالُوْا: وَالْـمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: وَالْـمُقَصِّرِيْنَ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ: رَحِمَ اللهُ الْـمُحَلِّقِيْنَ، مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، قَالَ: وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ، وَقَالَ فِيْ الرَّابِعَةِ: وَالْـمُقَصِّرِيْنَ.''

(صحيح البخاري، كِتَابُ الحَجِّ، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، ج:٢، ص:١٧٤. الميسر في شرح مصابيح السنة للتوربشتي، كتاب المناسك، باب الحلق، ج :٢، ص:٦٢١. بذل المجهود في حل سنن أبي داود، أول كتاب المناسك، باب الحلق والتقصير، ج:٧، ص:٤٥٤)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ: اے اللہ کے رسول! اور قصر کرنے والے؟ فرمایا کہ: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوبارہ کہا: اے اللہ کے رسول! اور قصر کرنے والے؟ فرمایا کہ: اور قصر کرنے والوں پر بھی رحم فرما۔''

اس روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر حلق یا قصر کرنے والوں کو رحمت کی دعا دی، مجموعی طور پر تو دونوں کے حق میں یہ دعا فرمائی ہے، لیکن حلق کرنے والوں کو اس دعا میں مقدم فرمایا اور ایک یا دو بار اُن کے لیے خصوصیت کے ساتھ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائیں۔ علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے موقع پر مانگی تھی اور حجۃ الوداع کے موقع پر بھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلق کرنا قصر کرنے سے زیادہ بہتر اور اس سے بڑھ کر رحمتِ خداوندی کا موجب ہے، اس لیے جہاں تک ہو سکے، اسی کو مقدم رکھنا افضل ہے۔

حلق کو مقدم کرنے کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہو کہ پہلے زمانے سے اب تک لوگوں کی عادت رہی ہے کہ وہ بالوں کو زینت وزیبائش کا ذریعہ خیال کرتے ہیں، مختلف طریقے سے رکھنے اور کاٹنے کو ایک قابلِ تقلید فیشن تصور کیا جاتا ہے۔ سرے سے بال مونڈنے کی صورت میں حبِ جاہ کی ایک بڑی شاخ کٹ جاتی ہے جو ظاہر ہے کہ بہترین اعمال میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض مشائخ نے توبہ کرتے وقت بھی بال کاٹنے کو بہتر قرار دیا۔

آٹھواں عمل: فوج کی پہرہ داری

''سنن ابن ماجہ'' میں ہے:

''عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ حَارِسَ الْحَرَسِ.''

(سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب فضل الحرس والتكبير في سبيل الله، ج:٢، ص:٩٢٥)

ترجمہ: ''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ حفاظتی فوج

کی چوکیداری کرنے والے پر رحم کرے۔‘‘

اس روایت میں اس شخص کے لیے رحمت کی دعا فرمائی گئی ہے جو اسلامی سرحدات کی حفاظت کرنے والی فوج کی چوکیداری کرے۔ ملک کے باشندے اگر امن وامان کے ساتھ زندگی گزارتے اور مختلف قسم کی عبادات بجالاتے ہیں تو وہ درحقیقت ان لوگوں کے بل بوتے پر ہے جو ملکی سرحدات پر کھڑے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور دیگر اقوام وممالک کی یورشوں سے اس کو بچانے کی پوری کوشش کرتے ہیں، اگر اسی نیت کے ساتھ وہ لوگ یہ کام کریں تو ظاہر ہے کہ یہ بہت ہی بڑے اجر وثواب کا کام ہے اور ملک کے تمام باشندگان کی عبادات میں ان کا کسی حد تک حصہ ہوجاتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ محافظین بھی آخر انسان ہی ہیں، ان کو بھی آرام وراحت وغیرہ کی ضرورت لاحق ہوسکتی ہے، ایسے موقع پر جو لوگ ان محافظین کی حفاظت کرتے ہیں اور حفاظت کے لیے ان کے چوکیدار بن کر کھڑے ہوجاتے ہیں، ان کے لیے اس روایت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعا فرمائی گئی ہے۔

نواں عمل: احیاءِ سنت اور لوگوں کو سنت کی تعلیم دینا

’’کنز العمال‘‘ میں ہے:

’’رَحْمَةُ اللهِ عَلٰى خُلَفَائِيْ، قِيْلَ: وَمَنْ خُلَفَاؤُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: الَّذِيْنَ يُحْيُوْنَ سُنَّتِيْ وَ يُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ.‘‘

(كنز العمال، كتاب العلم من قسم الأقوال، الباب الثالث في آداب العلم، الفصل الأول: في رواية الحديث وآداب الكتابة، رقم الحديث: ۲۹۲۰۹، ج:۱۰، ص: ۲۲۹)

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو میرے خلفاء پر۔ کہا گیا کہ: اے اللہ کے رسول! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا کہ: وہ جو میری سنتوں کو زندہ کرتے ہیں اور اسے لوگوں کو سکھائیں۔‘‘

جو لوگ اسلامی تعلیمات واحکام کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور دیگر لوگوں تک یہ چیزیں پہنچاتے ہیں، اس روایت سے ان لوگوں کے لیے دو بشارتیں ملتی ہیں:

الف: پہلی بشارت تو یہی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور خلفاء ہیں۔ یہ بہت بڑی فضیلت اور عظیم خوشخبری ہے، جس طرح ہر شخص کو اپنے نائب کے ساتھ خاص قسم کا تعلق اور خصوصی توجہ والتفات ہوتی ہے، یوں ہی ان افراد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی ربط وتعلق ہوتا ہے، جبکہ عقل مند شخص پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ بہت بڑی عنایت ہے جو دینی واُخروی ترقیوں کا زینہ ہے۔

ب: دوسری بڑی بشارت خود یہی دعا ہے جو اس روایت میں ان لوگوں کے لیے فرمائی گئی ہے،

حضور ﷺ نے ایسے خوش نصیب افراد کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا فرمائی ہے۔

’’احیاءِ سنت‘‘ کا مفہوم و مصداق

یہاں حدیث مبارک میں ’’سنت‘‘ کے احیاء کا ذکر فرمایا گیا ہے، عام طور پر اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو شخص ایک سنت کو بھی زندہ کرے گا، اس کو یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی، اسی نوع کی ایک دوسری روایت میں ایک ’’سنت‘‘ کے لازم پکڑنے کو سو شہیدوں کے برابر اجر و ثواب کا باعث قرار دیا گیا ہے، وہاں بھی عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ شاید کسی ایک سنت کی ادائیگی سے بھی یہ ثواب مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے داد و دہش کا تو کوئی حساب نہیں ہے، تاہم فضیلت اور مجازات کا باب تعبّدی ہے، جس میں عقل و قیاس سے کام لینا بالکل بے جا ہے، یہاں تو وحی کی طرف مراجعت کرنے سے کوئی بات کی جاسکتی ہے، اس لیے اس باب میں خاصی احتیاط برتنا ضروری ہے۔

اس تناظر میں یہاں سنت میں اس قدر وسعت پیدا کرنا کہ ہر چھوٹی بڑی سنت اس میں شامل ہوجائے اور ہر ہر سنت کے ساتھ مستقل طور پر یہ فضیلت کا تعلق پیدا کیا جائے، درست معلوم نہیں ہوتا، بلکہ اس سے پورا دین مراد لینا ہی مناسب ہے۔ درج بالا روایت میں تو اس کا ایک بے غبار طریقہ یہ بھی ہے کہ یہاں ’’سنت‘‘ زندہ کرنے والوں کو آپ ﷺ اپنا جانشین اور خلفاء قرار رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے پورے ہی دین کی تعلیمات کو اُجاگر فرمایا تھا، لہٰذا اس روایت کا اصل مصداق وہی خوش نصیب اور سعادت مند افراد معلوم ہوتے ہیں جو پورے دین اور اس کی تعلیمات و احکام کو اُجاگر کرنے میں اپنی زندگی گزاریں۔

یہ چند ایسے اعمال ہیں جن کے کرنے والوں کے لیے آپ ﷺ نے دعا فرمائی ہے۔ ایک مسلمان کی یہی کوشش ہونی چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ان سب دعاؤں کا مصداق بننے کی کوشش کرے، اس میں بڑی ہی برکت و خیر مضمر ہے۔ یہاں آپ ﷺ کی سب دعاؤں کا استیعاب مقصود نہیں ہے، بلکہ کچھ تلاش اور ورق گردانی سے جو دعائیں معلوم ہوئیں اور سند کے لحاظ سے وہ روایات قابلِ استدلال ہوئیں، ان کو ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب سمیت پوری اُمتِ مرحومہ کو عمل و استقامت کی توفیقِ سعید نصیب فرمائے۔

دسواں عمل: اُمتِ مرحومہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا

صحیح مسلم میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

’’سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ فِيْ بَيْتِيْ هٰذَا: اَللّٰهُمَّ، مَنْ

وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهٖ.‘‘(صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل، وعقوبة الجائر، والحث على الرفق بالرعية، والنهي عن إدخال المشقة عليهم، ج :۳، ص:۱٤٥۸)

ترجمہ:’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اس گھر میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! جو میری اُمت کے کسی کام کا والی بنا اور اس نے ان پر سختی کی تو آپ بھی ان پر سختی کریں، اور جو میری اُمت کے کسی کام کا والی بنا اور اس نے ان کے ساتھ نرمی کی، تو آپ بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرمائیں۔‘‘

اس روایت میں اس شخص کے لیے بددعا کی گئی ہے جو مسلمانوں کا امیر یا سربراہ بنے، خواہ وہ کسی بھی معاملہ میں سربراہ ہو اور پھر ان کے ساتھ سختی اور درشت روئی کا معاملہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرے۔ اور جو شخص اختیار ملنے کے بعد مسلمانوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھے، اس کے لیے یہ دعا فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ فرمائے۔

یہ بددعا اور دعا صرف بادشاہ اور وزیر وغیرہ ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ہر اس شخص کے ساتھ اس کا تعلق ہے جس کو کسی بھی معاملہ میں مسلمانوں کے اوپر کچھ اختیار حاصل ہوجائے، چاہے تمام معاملات میں اختیار وولایت حاصل ہو یا جزوی باتوں میں۔ نیز یہاں سختی اور نرمی کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس سے سختی ونرمی کا مفہوم وہ نہیں ہے جو ہم عام طور پر ان الفاظ سے سمجھتے ہیں کہ کسی کو کچھ نہ دیا جائے تو اس کو سختی اور بسا اوقات ظلم سے تعبیر کیا جاتا ہے، خواہ وہ اس کا مستحق ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح کسی کو کچھ دیا جائے تو اس کو انصاف اور نرمی کہا جاتا ہے، خواہ لینے والا اس چیز کا استحقاق رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، بلکہ اس کو شریعت کے ترازو سے تولنا ضروری ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص کسی رعایت یا حق کا مستحق نہ ہو تو اس کو نہ دینا مذموم نہیں ہے، البتہ نہ دینے کی صورت میں بھی نرم خوئی کا لحاظ رکھ لینا چاہیے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی رعایت کا استحقاق رکھتا ہو تو نرم خوئی کے ساتھ دے دینا چاہیے۔ اس روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس غیر معمولی محبت اور خاص تعلق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے ساتھ تھا کہ دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد بھی اس بات کا خوب اہتمام فرمایا کہ امت بلاوجہ کسی ظلم یا سختی کا شکار نہ ہو۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوبِ تعلیم اور منہجِ تبلیغ

مولوی عصمت اللہ نظامانی
متعلم تخصصِ علومِ حدیث، جامعہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم وتبلیغ کے سلسلے میں مختلف مواقع پر اپنے افعال واقوال کے ذریعے امت کی رہنمائی فرمائی ہے، اور متعدد اصول وضوابط ذکر کیے ہیں جن کا لحاظ رکھنے سے ایک طرف طلبہ (خواہ چھوٹے بچے ہوں یا نوجوان اور بوڑھے) کی استعداد بڑھے گی اور علم میں رسوخ اور پختگی حاصل ہوگی، تو دوسری طرف حق بات قبول کرنے کی صلاحیت اور اس کا برملا اظہار کرنے کا حوصلہ پیدا ہوگا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم وتبلیغ کے سلسلے میں بیان فرمودہ اسلوب اور طریقہ کار کا نفع اور افادیت، دیگر تمام انسانوں کے بیان کردہ قواعد سے کہیں زیادہ اور بڑھ کر ہے۔ ذیل میں ہم احادیث کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوبِ تعلیم اور منہجِ تبلیغ ذکر کریں گے۔

واضح رہے کہ تعلیم وتبلیغ میں متعدد اعتبار سے مشابہت پائی جاتی ہے، بلکہ اگر غور کیا جائے تو تعلیم بھی ایک قسم کی تبلیغ ہے، اس لیے دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا جارہا ہے۔

تعلیم وتبلیغ کے لیے سامعین کی زبان اور لغت کا لحاظ کرنا

تعلیم وتبلیغ کا سب سے بہتر اور اثر انگیز طریقہ یہ ہے کہ سامعین کو انہی کی زبان میں تعلیم دی جائے، اور حق بات پہنچائی جائے، کیونکہ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے کہ انسان اپنے ہم وطن، خصوصاً ہم زبان کی بات توجہ اور غور سے سنتا ہے، اسی طرح اپنی زبان میں سنی گئی باتیں اس کو اچھی طرح ضبط اور یاد ہوتی ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر قوم اور قبیلہ کو اسی کی زبان اور لہجہ میں احکام کی تعلیم دیتے اور دین کی تبلیغ فرماتے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی اشعر کے لوگوں کو انہیں کی زبان اور لہجہ میں مخاطب کرکے فرمایا:

’’ليس من امبر امصيام في امسفر.‘‘(۱)

ترجمہ: ’’سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔‘‘

علامہ زرقانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’لأن المصطفٰی یخاطب کل إنسان بلغتہٖ.‘‘(۲)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر انسان کے ساتھ اسی کی زبان میں بات فرماتے تھے۔

تعلیم وتبلیغ میں سامعین کی توجہ اور دلچسپی کی رعایت کرنا

تعلیم وتبلیغ کے بنیادی اصولوں میں ایک یہ بھی ہے کہ تعلیم دیتے وقت، اسی طرح تبلیغ کرتے وقت سامعین کی توجہ اور دلچسپی کی رعایت رکھی جائے، اور ایسے اسلوب میں ان کے سامنے اپنی بات پیش کی جائے کہ وہ اور زیادہ رغبت سے سنیں اور پوری طرح متوجہ رہیں۔ بے جا اور بے وقت انہیں تبلیغ کرنا شروع نہ کردے کہ سامعین اکتاہٹ کا شکار ہوجائیں۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی وعظ ونصیحت کرتے وقت اس بات کا خیال کرتے تھے کہ سامعین اکتاہٹ میں مبتلا نہ ہوں، حالانکہ مسلمانوں اور خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سب سے زیادہ رغبت اور شوق والا کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات سننا ہی تھا، تاہم امت کو تعلیم وتبلیغ کا صحیح نہج سکھلانے کے لیے آپ ہر روز نصیحت کرنے کے بجائے ناغے کے ساتھ وعظ فرماتے تھے، تاکہ سامعین کی رغبت باقی رہے، چنانچہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ وغیرہ نے روایت ذکر کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد نے ان کے سامنے اپنی خواہش ظاہر کی کہ کاش! آپ روزانہ ہمیں وعظ ونصیحت فرماتے! تو انہوں نے جواب دیا کہ میں یہ اس لیے نہیں کرتا کہ کہیں تم اُکتاہٹ میں نہ مبتلا ہوجاؤ، پھر فرمایا:

’’إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتخولنا بالموعظۃ في الأیام، مخافۃ السآمۃ علینا.‘‘(۳)

یعنی ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناغہ فرماکر نصیحت کرتے تھے، تاکہ ہم اُکتاہٹ کا شکار نہ ہوجائیں۔‘‘

مخاطب کی سمجھ اور صلاحیت کی رعایت رکھنا

تعلیم وتبلیغ میں مخاطبین کی سمجھ اور صلاحیت کی رعایت رکھنا بے حد ضروری ہے۔ جتنا ممکن ہو بات آسان انداز میں پیش کی جائے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو روزمرہ اور ارد گرد پیش آنے والے واقعات اور مثالوں کے ذریعے اپنا کلام آراستہ کیا جاسکتا ہے، تاکہ مخاطب کو آسانی سے بات سمجھ آسکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں بھی اس بات کا پہلو نمایاں ہے، چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا، جسے اپنے بیٹے کے بارے میں شک وشبہ تھا، اور عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! میرے ہاں ایک سیاہ لڑکا پیدا ہوا ہے (جبکہ وہ شخص خود سیاہ نہیں تھا اور بظاہر اس کے آباء واجداد میں بھی کوئی کالا نہیں تھا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: وہ کس رنگ کے ہیں؟ اس نے کہا: سرخ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا ان میں کوئی سفید مائل بسیاہی بھی ہے؟

اس نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ رنگ کہاں سے آیا؟ اس نے عرض کیا: ہوسکتا ہے کسی رگ نے اسے کھینچ لیا ہو، یعنی اس کی نسل میں کوئی اس رنگ کا ہو، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ممکن ہے تمہارے بیٹے کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہو۔(۴)

بے جا جوش وجذبات سے اجتناب کرنا

تعلیم وتبلیغ کے اہم اصولوں میں ایک یہ ہے کہ معلّم اور مبلّغ کو اپنے جوش وجذبات پر کنٹرول ہو، چھوٹی چھوٹی باتوں پر مشتعل اور جذباتی نہ بنیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات اور عمل کے ذریعے متعدد مواقع پر اس اصول کی اہمیت اُجاگر کی ہے:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور کھڑے ہوکر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی طرف اُٹھ کھڑے ہوئے اور ''رک جاؤ، رک جاؤ'' کہنے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، پیشاب سے مت روکو، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو چھوڑ دیا، یہاں تک کہ وہ پیشاب کرکے فارغ ہوگیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا: یہ مساجد پیشاب اور گندگی پھیلانے کے لیے نہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز اور قرآن کی تلاوت کے لیے بنائی گئی ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حکم دیا، وہ پانی کا ڈول کے کر آیا اور اس جگہ پر بہادیا۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوکر فرمایا: تم لوگ آسانی پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو، سختی کرنے کے لیے نہیں۔''(۵)

''ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نوجوان حاضر ہوا، اور عرض کرنے لگا کہ: اے اللہ کے رسول! مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجئے، وہاں موجود لوگوں نے اس کو ڈانٹا، بلکہ اس کے نزدیک بیٹھے لوگوں نے اس کو مارنا چاہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روکا، اور اس نوجوان کو اپنے قریب بلاکر فرمایا: کیا تم چاہوگے کہ لوگ تمہاری ماں کے ساتھ اس طرح کریں؟ اس نے کہا: میں آپ پر فدا جاؤں، اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں کے لیے یہ نہیں چاہیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اپنی بیٹی کے لیے یہ پسند کروگے؟ اس نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے بارے میں نہیں چاہیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم اپنی بہن کے لیے یہ چاہوگے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی رشتہ دار خواتین کے بارے میں پوچھتے رہے، اور وہ انکار کرتا رہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چیز اللہ نے ناپسند قرار دی ہے، تم بھی اسے ناپسند کرو، اور جو چیز اپنے لیے پسند کرتے ہو اپنے بھائی کے لیے بھی

وہی پسند کرو۔ نیز آپ ﷺ نے اس کے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور دعا کی، جس کی بدولت اس کو پھر کبھی برائی کے خیالات نہیں آئے۔‘‘(۶)

ان دونوں حدیثوں سے یہ بات بالکل واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ تعلیم وتبلیغ کے لیے اشتعال اور جذبات سے اجتناب کرنا ازبس ضروری ہے، اگرچہ سائل کوئی نامناسب عمل یا بات کرے، تب بھی نرمی اور خوش اخلاقی کا دامن نہ چھوڑنا چاہیے۔

واضح اور غیر مبہم الفاظ کا استعمال

تعلیم وتبلیغ کا ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ تعلیم دیتے اور تبلیغ کرتے وقت واضح اور غیر مبہم الفاظ استعمال کرنا، اور صاف لہجہ اپنانا چاہیے، نہ اتنا تیزی اور سرعت سے بولے کہ مخاطب کو بات سمجھ نہ آئے، اور نہ ہی اتنی سست رفتاری سے کلام کرے کہ مخاطب اس کی بات مکمل ہونے کا انتظار کرتا رہے، بلکہ حضور ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مناسب رفتار اور واضح الفاظ کے ساتھ تعلیم وتبلیغ کرے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو تین مرتبہ اسے کہتے، تاکہ لوگ اسے اچھی طرح سمجھ سکیں۔(۷)

اور صحیح بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے حضرت عروہؒ بن زبیرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کی طرح جلدی جلدی نہیں بولتے تھے۔(۸)

محبت اور شفقت کا معاملہ کرنا

تعلیم وتبلیغ کے نفع بخش اور سودمند ہونے کے لیے ضروری ہے کہ معلّم اور مبلّغ نرمی اور شفقت کی صفت کے ساتھ متصف ہوں، لوگوں کے ساتھ محبت ورحمت کا معاملہ کریں، انہیں اپنے خاندان کے لوگوں کی مانند سمجھیں، یہی تعلیم حضور ﷺ نے امت کو دی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

’’إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ، أُعَلِّمُكُمْ.‘‘(۹)

یعنی ’’میں تمہارے والد کے مانند ہوں، تمہیں تعلیم دیتا ہوں۔‘‘

سوالات کر کے مخاطبین کی استعداد پرکھنا

تعلیم وتبلیغ کے سلسلے میں حضور ﷺ کی تعلیمات سے ایک نہایت اہم اصول یہ بھی ثابت ہے کہ وقتاً فوقتاً سوالات وغیرہ کر کے سامعین کی استعداد پرکھنا چاہیے، تاکہ انہیں غور وفکر کا موقع ملے، اور حصولِ علم اور دین کی بات سننے میں شوق اور دلچسپی پیدا ہو، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا:

’’درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مؤمن کے مشابہ ہے،

مجھے بتاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: لوگوں کو جنگل کے درختوں کا خیال آیا، اور میرے دل میں یہ آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، اور میں نے کہنا چاہا، لیکن چونکہ میں سب سے چھوٹا تھا، اس لیے میں شرما گیا، تو لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس درخت کے بارے میں بتلائیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: جو بات میرے دل میں آئی تھی، وہ میں نے اپنے والد کو بتلائی تو انہوں نے کہا: اگر تم وہ بات کہہ دیتے تو وہ مجھے ان دنیوی نعمتوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔‘‘(۱۰)

اوپر ذکر کردہ پوری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ اسلوبِ تعلیم اور منہجِ تبلیغ اپنائیں، جس سے نہ صرف سامعین کو علم میں رسوخ حاصل ہوگا، بلکہ انہیں حق بات قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بھی ہوگی۔

حوالہ جات

۱:مسند أحمد، (۸٤/ ۳۹)، رقم الحديث: ۲۳٦۷۹، الناشر: مؤسسة الرسالة، ط: ۱٤۲۰ھ -۱۹۹۹م/ شرح معاني الآثار للطحاوي، (٦۳/ ۲)، رقم الحديث:۳۲٤۱، الناشر: عالم الكتب، ط: ۱٤۱٤ھ ۱۹۹٤م

۲: شرح الزرقاني على المواهب الدنية، شهاب الدين الزرقاني، (۱۳٤/ ۱)، الناشر: دار الكتب العلمية، ط:۱٤۱۷ھ -۱۹۹٦م

۳: صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب الموعظة ساعة فساعة، (۸۷/ ۸)، رقم الحديث:٦٤۱۱، الناشر: دار طوق النجاة، ط:۱٤۲۲ھ / صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب الاقتصاد في الموعظة، (۲۱۷۲/ ٤)، رقم الحديث:۲۸۲۱، الناشر:دار إحياء التراث العربي، بيروت

٤: صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب إذا عرض بنفي الولد، (۵۳/ ۷)، رقم الحديث: ۵۳۰۵/ صحيح مسلم، كتاب اللعان، (۱۱۳۷/ ۲)، رقم الحديث:۱۵۰۰

۵: صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد، (۵٤/ ۱)، رقم الحديث:۲۲۰ / وصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات إذا حصلت في المسجد، (۲۳٦/ ۱)، رقم الحديث:۲۸۵

٦: السنن الكبرى للبيهقي، كتاب السير، باب في فضل الجهاد في سبيل الله، (۱٦۱/ ۹)، رقم الحديث: ۱۸۹۷۷، الناشر:مجلس دائرة المعارف النظامية، الهند، ط: ۱۳٤٤ھ / مسند أحمد، (۵٤۵/ ۳٦)، رقم الحديث: ۲۲۲۱۱، الناشر:مؤسسة الرسالة، ط:۱٤۲۰ ھ-۱۹۹۹م

۷: المعجم الكبير للطبراني، (۲۸۵/ ۸)، رقم الحديث: ۸۰۹۵، الناشر: مكتبة العلوم والحكم. الموصل، ط:۱٤۰٤ ھ-۱۹۸۳م/ مسند أحمد، (۳۱/ ۲۱)، رقم الحديث: ۱۳۳۰۸

۸: صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، (۱۹۰/ ٤)، رقم الحديث: ۳۵٦۸/ وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي هريرة الدوسي رضي الله عنه، (۱۹٤۰/ ٤)، رقم الحديث:۲٤۹۳

۹: سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، (۳/ ۱)، رقم الحديث:۸، الناشر:المكتبة العصرية. بيروت،

۱۰: صحيح البخاري، كتاب العلم، باب الحياء في العلم، (۳۸/ ۱)، رقم الحديث: ۱۳۱ باب الفهم في العلم، رقم الحديث:۷۲

قدرتی آفات اور ہماری ذمہ داریاں
سیرتِ طیبہ کی روشنی میں

مولوی محمد فہد ظریف
متعلم تخصصِ علومِ حدیث، جامعہ

اس دارِ فانی میں خوشی غمی، اور نشیب وفراز درپیش رہتے ہی ہیں، کبھی مسرتوں کی فضائیں، کبھی رنج وآلام، مصائب کی جولانیاں، کبھی قدرتی آفات کی صورت میں تنبیہات اور عقاب۔ موحدین کا سنہرا عقیدہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے، یہ مصائب ومشکلات، آفات وطوفان، ہوا کے جھکڑ اور سیلاب کی تباہ کاریاں، سب قدرتِ خداوندی سے ہیں، لیکن ان آفتوں کے نتیجہ میں ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، جن میں سے کچھ ذمہ داریاں اربابِ اقتدار کی طرف متوجہ ہیں، کچھ خلقِ خدا کے دینی محافظین اہلِ علم کے سامنے کھڑی ہیں اور کچھ عوام الناس کے ذمہ ہیں۔

حکومتی ذمہ داریاں

آفات دو طرح کی ہیں: بعض ایسی ہیں جن کا حفاظتی تدابیر کے علاوہ کوئی سدِ باب نہیں، جیسے زلزلہ، آندھیاں ودیگر وبائی امراض، اور بعض ایسی ہیں جو ہماری کوتاہی سے وابستہ ہیں، جیسے نکاسیِ آب کے لیے سیوریج سسٹم بنا سکتے ہیں، اضافی پانی کے لیے ڈیم بنا سکتے ہیں، لیکن نہیں بنائے، یعنی ’’آ بیل مجھے مار‘‘ پر عمل پیرا ہو کر آفت میں گرنا، جس کی واضح مثال حالیہ سیلاب کی تباہ کاریاں ہیں، یونیسف (یکم ستمبر ۲۰۲۲ء) ودیگر کی رپورٹ کے مطابق شدید بارشوں، سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ سے ۳ کروڑ ۳۰ لاکھ افراد متاثر ہوئے، جبکہ ۱۱ سو سے زائد لوگ جان دے گئے، ۲۸۷۰۰۰ گھر مکمل جبکہ ۶۶۲۰۰۰ جزوی تباہ ہوئے، ڈیموں کی قلت تقریباً دس ارب ڈالر کے نقصان کا سبب بنی، گوکہ باطنی طور پر دونوں قسم کی آفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا اور تنبیہات سے متعلق ہیں۔

آفتوں کی صورت میں تدابیر واقدامات کرنا حکومتی ذمہ داری ہے، حضور ﷺ نے مختلف مواقع کی نسبت سے مختلف تدبیریں اور اقدامات کیے ہیں، سورج یا چاند گرہن پر نماز کا انعقاد (۱)، صلاۃ الاستسقاء کے لیے لوگوں کو لے کر نکلنا (۲)، اور غزوات میں مختلف تدابیر، بطورِ خاص کفار کی چڑھائی پر خندقیں کھودیں، اور بنفس نفیس کھدائی میں شریک ہوئے، اور فرماتے:

''خدا کی قسم! اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی، تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے۔'' (۳)

مضر قبیلے کے مصیبت زدگان، فاقہ کشوں کو دیکھ کر سخت پریشان ہوئے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعاون کی تاکید کی، جب سامان کے دو ڈھیر لگ گئے، تب چہرۂ مبارک خوشی سے چمکنے لگا۔ (۴)

مواقع کی مناسبت سے، ان تدابیر واقدامات سے درج ذیل ذمہ داریاں سمجھی جاسکتی ہیں:

۱: امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنا: کیونکہ اس کے ترک کو واضح نزولِ عذاب وآفت کا سبب بتایا ہے۔ (۵)

۲: حفاظتی اقدام۔

۳: ضروریاتِ زندگی کا انتظام۔

۴: فرائضِ منصبی کو بھرپور ادا کرنا: حضور ﷺ نے فرمایا: جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔ اس سے فرائضِ منصبی کو ادا کرنے کی تاکید، اور نہ کرنے پر نزولِ آفت کی وعید معلوم ہوئی۔

اہلِ علم کی ذمہ داریاں

اہلِ علم پر درج ذیل ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں:

۱: اولین ذمہ داری عقائد کی حفاظت ہے

اُمت کو متوجہ کرنا کہ یہ آفات ہماری بداعمالیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطورِ تنبیہ اور سزا کے ہیں۔

۲: توبہ واستغفار اور رجوع الی اللہ کی ترغیب دینا

کیونکہ مصائب وآفات کے موقع پر سیرت سے رجوع الی اللہ کا درس ملتا ہے، حضرت عبد اللہ بن زید -رضی اللہ عنہ- فرماتے ہیں کہ: نبی ﷺ عیدگاہ کی طرف نکلے، بارش طلب کی، قبلہ رخ ہوئے، اور اپنی چادر کو پلٹا، اور دو رکعت پڑھیں۔ (۶)

اسی طرح ایک دیہاتی نے حضور ﷺ سے دورانِ خطبہ قحط کی شکایت کی، تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی، پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی، اگلے جمعہ کو اسی شخص یا دوسرے شخص نے عرض کیا کہ: اموال ہلاک ہوگئے، آمد ورفت بند ہوگئی، دعا کریں، اللہ اسے روک دیں، تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اور بارش تھم گئی۔ (۷)

۳: خدمت خلق اور انفاق فی سبیل اللہ اور ترغیبِ خیر خواہی

ماقبل میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ مضر قبیلے کے مصیبت زدگان، فاقہ کشوں کو دیکھ کر سخت پریشان ہوئے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعاون کی تاکید کی، جب سامان کے دوڈھیر لگ گئے، تب چہرۂ مبارک خوشی سے چمکنے لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدمتِ خلق، لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرنا، اور خیر خواہی کی ترغیب دینا' ورثاء انبیاء کی ذمہ داری ہے۔

عوام الناس کی ذمہ داریاں

معاشرے میں تیسرا طبقہ عوام الناس کا ہے، ایسے حالات میں درج ذیل ذمہ داریاں ان کی طرف متوجہ ہیں:

۱: صبر، توبہ واستغفار اور رجوع الی اللہ

جزاءسزاء سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا، کیونکہ یہ اعمال کی کمائی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جب غنیمت کے مال کو لوٹا جانے لگے، امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائے، اور زکاۃ کو تاوان سمجھا جائے، دین کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے تعلیم حاصل کی جائے، خاوند اپنی بیوی کا فرماں بردار ہوجائے، اور بیٹا اپنی ماں کا نافرمان ہوجائے، بیٹا دوست کو قریب کرے، باپ کو دور رکھے، مساجد میں آواز بلند ہونے لگے، قبیلہ کا سردار اُن کا فاسق شخص ہو، قوم کا لیڈر اس کا رذیل ترین شخص ہو، کسی شخص کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لیے کی جانے لگے، ناچنے والیاں اور گانے بجانے کے آلات عام ہوجائیں، شرابیں پی جانی لگیں، اور امت کے بعد والے لوگ پہلے لوگوں پر لعن طعن کرنے لگیں، تو پھر خدا کے عذاب کا انتظار کرو، جو سرخ آندھی، زلزلوں، زمین میں دھنسائے جانے، شکلوں کے مسخ ہونے، پتھر برسنے، اور ایسی دیگر نشانیوں کی صورت میں اس طرح لگاتار ظاہر ہوگا، جیسے کسی ہار کی ڈوری ٹوٹ جائے اور موتی لگاتار گرنے لگیں۔ (۸)

اس سے واضح ہے کہ آفت ہمارے اعمال کا سبب ہے، اور اعمالِ بد سے توبہ واستغفار کرنا آفتوں سے بچنے کا سبب ہے۔ سورۂ انفال کی آیت: ۳۳ سے صراحتاً استغفار کو آفت سے بچنے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ (۹)

۲: سیرت کو اپنانا

سورۂ نساء آیت: ۸۰ (۱۰) اور سورۂ طہٰ آیت: ۴۸ (۱۱) میں ترکِ سیرت کو نزولِ عذاب کا سبب قرار دیا ہے۔ بدیہی بات ہے کہ کسی بھی شعبہ میں اس شعبہ سے منسلک کامیاب انسان کے سببِ کامرانی اور اندازِ زندگی کو جان کر کامیابی کے مراحل طے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، تو کائنات میں سب سے زیادہ سب سے

بڑھ کر کامیاب ترین ذات رسول اللہ ﷺ کی ہے، جو تمام اوصاف ومحامد کو بدرجہ اتم سمیٹے ہوئے ہیں، دنیا وآخرت کی راہنمائی جن سے متعلق ہے، ان کی طرزِ زندگی کو جان کر اس پر عمل کرنا بدرجہ اتم ضروری ہے، اسی ذاتِ مبارک کو ہمارے لیے آئیڈیل اور نمونہ بنایا گیا ہے، (۱۲) کامیاب ہونے کے لیے بدی سے بچ کر آفات سے محفوظ رہنے کے لیے انہی کا دامن تھامنا ضروری ہے۔

۳: خدمتِ خلق، ایثار وخیرخواہی، اور اِنفاق

حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ لوگوں سے خیرخواہی کا معاملہ کیا، ہمیشہ ضرورت مندوں کی نصرت کی، مضر قبیلہ کی مثال سامنے ہے جس کا تذکرہ گزر چکا، اس سے جہاں حکومتی اور اہلِ علم کی ذمہ داری ماخوذ ہے، وہیں عوام کی ذمہ داری بھی ثابت ہے کہ جیسے خیرخواہی سے لبریز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دل کھول کر خرچ کیا، ویسے ہی عوام الناس بھی استطاعت کے مطابق خدمت کریں۔ اسلام کامل ومکمل دین ہے جو کسی شعبہ میں تنہا نہیں چھوڑتا، اسلامی تعلیمات سے آراستہ ہوکر ہر فرد کو اپنی استطاعت اور ذمہ داری کے مطابق خود کو پیش کرکے خدائے وحدہٗ لاشریک کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیے۔

حواشی

۱: صحيح البخاري ۱/۳۵۳، كتاب الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، رقم الحديث: ۹۹۳، باب الصلاة في كسوف القمر، ۱/۳۶۱، رقم الحديث:۱۰۱۳،

۲: أيضاً، باب تحويل الرداء في الإستسقاء، رقم الحديث: ۹۶۶،

۳: أيضاً ۴/۱۵۰۶_۱۵۰۷، باب غزوة الخندق، رقم الحديث: ۳۸۷۸،

۴: مسلم باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة، ۷/۱۰۴_۱۰۵، رقم الحديث: ۲۳۴۸، دارالمعرفة،

۵: سنن الترمذي، ۴/۲۱۵، باب ماجاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، رقم الحديث: ۲۱۶۹، دار الحديث القاہرة ،

۶: بخاري، باب تحويل الرداء في الإستسقاء ۔

۷: بخاري، باب الإستسقاء في المسجد الجامع ۔

۸: ترمذي: ۴/۲۳۵_۲۳۶، كتاب الفتن، باب ماجاء في علامة حلول المسخ والخسف، رقم الحديث: ۲۲۱۰_۲۲۱۱۔

۹: الأنفال: وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔

۱۰: النساء: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔

۱۱: طه: إِنَّا قَدْ أُوْحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى۔

۱۲: الأحزاب: آيت:۲۱: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

کرپٹوکرنسی، این ایف ٹی، اور بلاک چین

تعارف، مغالطے، شرعی نقطۂ نظر اور ہماری ذمہ داری

(چھٹی اور آخری قسط)

جناب ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی
لیکچرر کمپیوٹر سائنس ڈیپارٹمنٹ
کارک انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (سی آئی ٹی) آئرلینڈ

مغالطہ نمبر ۵

کیا کرپٹوکرنسی کے رائج ہونے، متوقع قانون سازی اور عرف کی وجہ سے اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے؟

یہ مغالطہ بھی ہے کہ چونکہ کرپٹوکرنسی رائج ہوجائے گی اور اس سلسلے میں کئی ممالک میں اس پر قانون سازی کا عمل کیا جاچکا ہے اور کئی میں اس پر کام جاری ہے اور عرف میں کرپٹوکرنسی کو ''زر'' سمجھا جاتا ہے، لہٰذا اس کا استعمال اور اس میں سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے۔

جواب: ہم اس بات کو بنیاد بنا کر کہ کوئی چیز رائج ہے یا رائج ہوکر رہے گی، عمومی طور پر اس کی حلت و حرمت کا فیصلہ نہیں کرسکتے، جب تک کہ وہ اسلامی اصولِ وضوابط کے مطابق نہ ہو۔ اصولی طور پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ ''نصوص کی موجودگی میں عرف و عادت کی وجہ سے احکام میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی، یعنی جو عرف نصِ شرعی کے خلاف ہو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔''[1] دیکھیے! جب فقہائے کرام یہ کہتے ہیں کہ عرف کی تبدیلی سے احکام بدل جاتے ہیں تو ذہن میں رہے کہ ہر طرح کے احکام نہیں بدلتے، بلکہ ایسے احکام ہی بدلیں گے جن کی بنیاد عرف پر ہو، مثلاً اس وقت پوری دنیا خاص طور پر مغرب میں شراب عام ہے اور پیشتر ممالک میں اس کا استعمال باقاعدہ قانون کے تحت جائز ہے اور یہ عوام الناس میں رائج بھی ہے تو کیا اس کے وسیع استعمال سے علمائے کرام نے اس کی حلت کا فتویٰ دے دیا ہے؟ نیز جوا، قمار اور سود اسلامی شریعت میں جائز نہیں، تو کیا اس کے وسیع اور عام استعمال سے سود، جوا، سٹے بازی حلال ہوگئی؟ عالمی معاشی نظام میں اس وقت بینکوں کا قبضہ ہے تو کیا اس وجہ سے کہ چونکہ اب پورا معاشی نظام باطل کے قبضہ میں ہے اور حتیٰ کہ اسلامی ممالک بھی ان بینکوں کو استعمال کررہے ہیں، کیا سودی بینک کے نظام کو حلال قرار دے دیا گیا؟ اسی طریقے سے جن علمائے کرام نے

سود کو اور بینکنگ سسٹم کو سو سال پہلے ناجائز قرار دیا وہ آج بھی یہی خیال کرتے ہیں اور ابھی حال ہی میں تیسری دفعہ وفاقی شرعی عدالت نے ربا سے متعلق جو فیصلہ دیا وہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہیے۔ بعینہٖ اگر کرپٹوکرنسی عوام میں مقبول ہے، اس کو لوگ ''زر'' سمجھیں، اور اس کا عرف ہے تو اس دلیل سے اس کے جواز کو قبول نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ وہ شریعت کے تمام اصولوں کے مطابق نہ ہوجائے۔

اگر یہ دلیل دی جائے کہ دیکھیں چاہتے نہ چاہتے ہوئے بھی ہم نے بینکنگ کے نظام کو اپنایا ہوا ہے تو کرپٹوکرنسی کو بھی اپنا لیا جائے، تاکہ دیر نہ ہوجائے۔ تو اس میں یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ اگرچہ مملکتِ پاکستان نے قانون کے تحت بینکنگ کے نظام کو اپنایا، مگر چونکہ یہ نظام سود پر مبنی تھا اور چونکہ سود کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں اور آئینِ پاکستان بھی اس کی اجازت نہیں دیتا، لہٰذا الحمد للہ تیسری مرتبہ وفاقی شرعی عدالت نے پھر یہ فیصلہ سنایا کہ ہمیں اس نظام کو چھوڑ کر اسلام کے معاشی نظام کو اپنانا ہوگا، لہٰذا کرپٹوکرنسی کو اگر پوری دنیا اپنا بھی لے اور پاکستان میں اس کو قانونی حیثیت بھی دے دی جائے تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کہیں یہ شریعت کے اصولوں کے متصادم تو نہیں؟ اگر متصادم ہوگی تو بھلے پوری دنیا اس کو اپنا لے اور حکومتِ پاکستان اس کو قانونی حیثیت بھی دے دے، مگر اسلامی رو سے اس کے جائز ہونے کے بارے میں ہم مفتیانِ کرام ہی کی رائے پر عمل کریں گے اور اس سے احتراز کریں گے۔

مغالطہ نمبر ۶:

ہر کوئی نئی کرپٹوکرنسی بنا سکتا ہے اور ہر کسی کو نئی کرنسی بنانے کے مساوی مواقع ملتے ہیں؟

یہ بھی ایک مغالطہ ہے کہ ہر کوئی نئی کرپٹوکرنسی بنا سکتا ہے اور ہر کسی کو کرپٹوکرنسی بنانے کے مساوی مواقع ملتے ہیں۔

جواب: یہ کہنا کہ بٹ کوائن ایک عوامی کرنسی ہے اور ہر کوئی مائننگ کے ذریعے سے اس میں نئے پیسے بنا سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ بات درست نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بٹ کوائن کے مائننگ پراسس کے اندر صرف کچھ مائننگ پولز کی ہی اجارہ داری ہے اور وہ ہی نئے بلاک کو بلاک چین میں شامل کررہے ہیں اور یہ آپ مائننگ پولز کو دیکھ کر بھی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ آپ ہی بتائیں کہ آپ کو کتنا اختیار ہے بٹ کوائن مائن کرنے کا؟ گیارہ کھرب احتمالات میں سے ایک احتمال؟

ٹیبل نمبر ۳: مائننگ پولز یعنی مائننگ کرنے والی کمپنیاں اور ان کے بلاک مائن کرنے کی تعداد

مائننگ پول	بلاک مائن کرنے کی تعداد
Unknown	234

82	AntPool
74	F2Pool
62	ViaBTC
55	Poolin
32	SlushPool
10	SBI Crypto

یہ اعداد وشمار مورخہ ۵/جون ۲۰۲۲ کے ہیں جس کے اندر چار دن کے ڈیٹا کو اکھٹا کیا گیا ہے اور یہ ڈیٹا ہم نے https//:www.blockchain.com/charts/pools ویب سائٹ سے لیا ہے جو اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ کون کون سے مائننگ پولز کا کتنا فیصد تناسب ہے بٹ کوائن مائننگ کے اندر۔

آپ ٹیبل نمبر: ۳ کے اندر مائننگ پولز یعنی مائننگ کرنے والی کمپنیاں اور ان کے بلاک مائن کرنے کی تعداد دیکھ سکتے ہیں۔ نیز آپ تصویر نمبر: ٦ کے اندر مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ کچھ مائننگ پولز کی بٹ کوائن کے مائننگ پراسس کے اندر اجارہ داری ہے۔ آسان الفاظ میں اس کے معنی یہ ہوئے کہ جتنی نئی بٹ کوائن کرپٹوکرنسی اس وقت مائننگ کے ذریعے سے بن رہی ہے، اس میں ان بڑے بڑے مائننگ پولز کا حصہ ہے۔ آپ خود ہی دیکھ سکتے ہیں کہ ۵۷ فیصد نئی کرپٹوکرنسی چھ بڑے مائننگ پولز بنا رہے ہیں اور نئی کرپٹوکرنسی بنانے میں انہی کا کردار ہے، یعنی چھ مائننگ پولز پوری دنیا کی ۵۷ فیصد نئی بٹ کوائن کرپٹوکرنسی بنا رہی ہے، تو ہم یہ کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں کہ کرپٹوکرنسی میں ہر کوئی نئی کرنسی بنا سکتا ہے اور اس کو مساوی مواقع ملتے ہیں؟

تصویر نمبر ۴: بٹ کوائن کے مائننگ پول کے اعداد

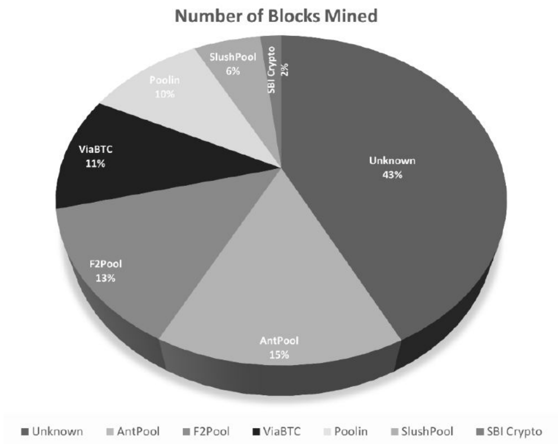

تصویر نمبر ۴: بٹ کوائن کے مائننگ پول کے اعداد وشمار مورخہ ۵ر جون ۲۰۲۲ جس کے اندر چار دن کے ڈیٹا کو اکھٹا کیا گیا ہے اور یہ ڈیٹا ہم نے https:||www.blockchain.com/charts/pools ویب سائٹ سے لیا ہے جو اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ کون کون سے مائننگ پولز کا کتنا فیصد تناسب ہے بٹ کوائن مائننگ کے اندر۔

مغالطہ نمبر ۷:

کیا کرپٹوکرنسی کا نظام حقیقی طور پر ایک ڈی سینٹرلائزڈ سسٹم ہے؟

یہ بھی ایک مغالطہ ہے کہ کرپٹوکرنسی کا نظام حقیقی طور پر ایک ڈی سینٹرلائزڈ سسٹم ہے۔

جواب: کرپٹوکرنسی کے نظام کو ایک حقیقی ڈی سینٹرلائزڈ سسٹم کے طور پر متعارف کروایا جاتا ہے، مگر اگر ہم ٹیکنیکل گہرائی میں جائیں تو ہم پر یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حقیقی طور پر بٹ کوائن یا اس جیسی دوسری کرپٹو کرنسیوں میں ڈی سینٹرلائزڈ سسٹم حقیقی طور پر موجود نہیں ہے یا اس کو بننے نہیں دیا گیا۔ دیکھیے! بلاک چین تو ڈی سینٹرلائزڈ ہے، مگر جب بلاک چین کا استعمال کر کے کرپٹوکرنسی بنائی گئی تو اس کے اندر مائننگ پولز کو شامل کر کے بلاک چین کی اہم خصوصیت یعنی ڈی سینٹرلائزڈ ہونا، اس کو ایک طریقے سے ختم کیا گیا، تاکہ کرپٹوکرنسی کے عالمی معاشی نظام پر کچھ کمپنیوں کی اجارہ داری ہوجائے۔ اس کی مثال ہم نے مغالطہ نمبر:٦ کے تحت آپ کو دی ہے (دیکھیے: تصویر نمبر:۴) جس کو دیکھنے کے بعد یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ کچھ مائننگ کمپنیوں کی نئی کرپٹوکرنسی بنانے کے اندر مکمل اجارہ داری ہے۔ نیز یہ ہی مائننگ کمپنیاں اصل میں بٹ کوائن کرپٹوکرنسی کے اندر نئے بلاک شامل کر رہی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان ہی مائننگ کمپنیوں کا مکمل کنٹرول ہے کہ کون کون سے بلاک اور ٹرانزیکشن بٹ کوائن بلاک چین کے اندر شامل ہوں گے، لہٰذا یہ ایک طریقے سے عالمی معاشی نظام کو کنٹرول کرنے کا ایک نیا طریقہ ہے۔

مغالطہ نمبر ۸:

کیا کرپٹوکرنسی عالمی معاشی اداروں، بینکوں اور حکومتوں کی اجارہ داری ختم کرتی ہے؟

یہ بھی مغالطہ ہے کہ کرپٹوکرنسی عالمی معاشی اداروں، بینکوں اور حکومتوں کی اجارہ داری Monopoly کو ختم کرتی ہے۔

جواب: یہ کہا جاتا ہے کہ کرپٹوکرنسی کا نظام بنیادی طور پر عالمی معاشی اداروں اور بینکوں کی اجارہ داری ختم کردے گا، لہٰذا ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ عالمی معاشی ادارے، بینک اور حکومتیں کرپٹوکرنسی کے نظام کو

پہنچنے نہیں دے رہے۔ اسی تناظر میں یہ لکھا گیا ہے کہ [2]:

''بٹ کوئین! ایک لفظ نہیں، ایک مکمل تحریک ہے۔ ایک ایسی تحریک جو ایک کونے سے اٹھی اور دنیا بھر پر چھا گئی۔ یہ ایک ایسی کرنسی ہے جو کسی حکومت کی محتاج نہیں ہے۔ یہ عالمی مالیاتی نظام کے مقابلے میں ایک بھرپور نظام ہے۔ ایک ایسا نظام جسے کوئی مصنوعی طور پر چلا نہ رہا ہو، ایک ایسا زر جسے کچھ طاقت ور لوگ کہیں بیٹھ کر لمحوں میں ختم نہ کرسکیں، ایک ایسا سلسلہ جسے استعمال کرنے والے عوام ہی اسے بقا بخشیں اور ایک ایسی آن لائن کرنسی جس میں نقد کی خصوصیات موجود ہوں۔ یہ اگرچہ اب تک پردے میں ہے کہ اس کے اجراء کے پیچھے کیا محرکات تھے؟ لیکن یہ بات مخفی نہیں کہ یہ ایک ایسی طویل جدوجہد کا حصہ ہے جو برسوں سے چلتی آئی ہے۔ موجودہ کرنسی نظام سے تنگ دنیا میں ایسے کئی لوگ گزرے ہیں جنہوں نے اس نظام پر تنقیدیں کیں، درہم و دینار اور سونے چاندی کو واپس لانے کی مساعی کیں یا کوئی ایسی ڈیجیٹل کرنسی بنانے کی کوشش کی جو اس نظام سے آزاد ہو۔ ''ستوشی ناکاموٹو'' نے بھی بٹ کوائین کو بناتے ہوئے ڈیجیٹل کرنسی کے حوالے سے ہونے والے کام سے مدد لی، لیکن اس نے کچھ ایسی مشکلات کو حل کیا جو پہلے نہ کرسکے تھے۔ نتیجۃً ایک نسبتاً آزاد کرنسی آج ہمارے سامنے ہے۔ بٹ کوائین ایک ابتدا تھی، اس کے بعد تیزی سے کئی کرنسیاں بنتی گئیں۔ انہیں ہم ''ورچوئل کرنسیاں'' یا ''کرپٹوکرنسیاں'' کہتے ہیں۔ یہ ایک دلچسپ پہلو ہے کہ ستوشی نے اپنی ذات کو تو گمنام بنادیا، لیکن اپنے کام کو اتنا کھول کر سامنے رکھا کہ جو چاہے اس سے مدد حاصل کرسکے اور ایک نئی کرنسی کو وجود دے سکے۔ نئی بننے والی کرنسیوں میں بہت سی ختم ہوگئیں، بہت سی دھوکہ اور فراڈ تھیں اور کئی ابھی تک باقی ہیں۔''

مغالطہ نمبر: ۶ اور ۷ کے جواب کے اندر ہم نے آپ کے سامنے یہ دلائل پیش کیے تھے کہ ہر کوئی نئی کرپٹوکرنسی نہیں بناسکتا، کرپٹوکرنسی مائننگ پر چند مائننگ پولز کا قبضہ ہے اور حقیقتاً کرپٹوکرنسی ڈی سینٹرلائز ڈ سسٹم نہیں ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ ''یہ عالمی مالیاتی نظام کے مقابلے میں ایک بھرپور نظام ہے۔ اور کرپٹوکرنسی حکومتوں کی اجارہ داری ختم کرتی ہے۔'' یہ سراسر حقائق کے منافی ہے۔

پھر آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ: ''ایک ایسا زر جسے کچھ طاقت ور لوگ کہیں بیٹھ کر لمحوں میں ختم نہ کرسکیں۔'' یہ بھی سراسر حقائق کے منافی ہے۔ آپ حال ہی میں لونا LUNA کرنسی کا جو حال ہوا وہ دیکھ سکتے ہیں کہ کس طریقے سے کچھ طاقت ور لوگوں نے کہیں بیٹھ کر کچھ لمحوں میں اس کرنسی کو بالکل ختم کردیا۔ پھر آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ: ''عوام ہی اسے بقا بخشیں۔'' یہ بھی سراسر غلط ہے، کیونکہ صرف کچھ مائننگ پولز کا اس پر قبضہ ہے۔ ہم آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ کیسی آزاد کرنسی ہے کہ جس پر چند مائننگ پولز کا قبضہ ہے؟ جس میں ایک لمحے میں پوری کرپٹوکرنسی LUNA لونا ڈوب گئی؟ ''درہم و دینار اور سونے چاندی کو واپس لانے کی مساعی کیں'' کی بات آپ کررہے ہیں تو درہم و دینار اور سونے چاندی کو واپس لائیں نہ کہ کرپٹوکرنسی، جو کہ موجودہ بینکنگ نظام سے

بھی زیادہ اجارہ داری پر منحصر ہے اور سٹے بازی پر مشتمل ہے، اس کی ترویج واشاعت کریں!

مغالطہ نمبر ۹:

مستقبل کی ہر خرید وفروخت میں این ایف ٹی سے جو منافع آئے گا وہ جائز ہوگا؟

ایک مغالطہ یہ ہے کہ این ایف ٹی کے اندر اگر ہم اسمارٹ کانٹریکٹ کے ذریعے سے منافع پروگرام کردیں تو جب بھی اس این ایف ٹی کی آگے مستقبل میں خرید وفروخت ہوگی اس سے جو منافع حاصل ہوگا، وہ جائز ہوگا۔

جواب: ایک صورت این ایف ٹی خرید وفروخت کی یہ ہوتی ہے کہ این ایف ٹی بیچتے وقت ایک اسمارٹ کانٹریکٹ Smart Contract لکھ دیا جاتا ہے کہ جب بھی این ایف ٹی کی آگے خرید وفروخت ہوگی، اس کا مثلاً دس فیصد سے سب سے پہلے مالک کو دیا جائے گا، یعنی زید نے ایک این ایف ٹی بنایا اپنے ڈیجیٹل اثاثے کا جو کہ ایک ویڈیو تھی۔ اب زید نے بکر کو یہ این ایف ٹی ایک قیمت میں فروخت کردیا۔ اس کے بعد یہ ڈیجیٹل اثاثہ یعنی ویڈیو بکر کی ملکیت ہوگئی۔ اب بکر اس ڈیجیٹل اثاثہ یعنی ویڈیو کو عمرو کو فروخت کرتا ہے تو جب یہ معاملہ ہوجائے گا تو اس خرید وفروخت کا دس فیصد زید کو ملے گا اور اس طرح سے یہ سلسلہ آگے چلتا رہے گا اور جب جب اس ویڈیو کی آگے خرید وفروخت ہوگی اس کا دس فیصد زید کو ملے گا۔ یہ ایک طرح سے پگڑی کی مثال ہے اور پگڑی سے متعلق ہمیں مسئلہ معلوم ہے کہ نہ تو یہ مکمل خرید وفروخت کا معاملہ ہے اور نہ ہی مکمل اجارہ (کرایہ داری) ہے اور سارا معاملہ گڈ مڈ ہوگیا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں این ایف ٹی کی خرید وفروخت میں شرعی قباحت ہوگی۔

مغالطہ نمبر ۱۰:

کرپٹو کرنسی کا استعمال' منی لانڈرنگ اور دہشت گردوں کی مالی معاونت میں نہیں ہوتا

ایک مغالطہ یہ ہے کہ کرپٹو کرنسی کا استعمال منی لانڈرنگ اور دہشت گردوں کی مالی معاونت میں نہیں ہوتا۔

جواب: جب دلیل دی جاتی ہے کہ کرپٹو کرنسی کا استعمال ناجائز کاموں اور منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کی مالی معاونت میں ہوتا ہے تو جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ تو مروجہ بینکنگ نظام کے ذریعے سے بھی منی لانڈرنگ اور دہشت گردوں کو مالی معاونت فراہم کی جاتی رہی ہے اور کاغذی کرنسی کو بھی ایسی چیزوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے تو عرض یہ ہے کہ بینک کے نظام کے اندر (Know Your Customer KYC) یعنی جو بینک میں اکاؤنٹ کھول رہا ہے، اس کو جاننے کا نظام ہوتا ہے۔ اس نظام کے موجود ہونے کی وجہ سے جب کبھی

مالی یا ڈرائیور کے اکاؤنٹ میں کڑوروں روپے رکھے جاتے ہیں تو آپ اس کو باآسانی ٹریک کر لیتے ہیں اور منی ٹریل Money Trail تک پہنچ جاتے ہیں اور بینک کے نظام کے تحت آپ اس جعلی کرنسی اکاؤنٹس کو ٹریس کر لیتے ہیں، مگر کرپٹوکرنسی کے نظام میں ٹریس کرنا آسان نہیں ہے، اسی وجہ سے کرپٹوکرنسی کے نیٹ ورک کو استعمال کرتے ہوئے کالے دھن کو سفید بنایا جاتا ہے اور دیگر غیر قانونی کاموں میں اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔

بینک کے نظام کے تحت جب آپ کے ساتھ کوئی دھوکہ ہوتا ہے کہ بینک اس کی گارنٹی لیتا ہے اور اگر کوئی بینک لیت ولعل سے کام لے تو سینٹرل بینک یا وفاقی محتسب صارف کی مدد کو آجاتا ہے۔ کرپٹوکرنسی کے نظام میں آپ کے پاس کوئی سہولت ہی نہیں ہے کہ آپ کسی کے پاس اپنی فریاد یا دادرسی کے لیے جاسکیں۔

مغالطہ نمبر ۱۱:

کیا کرپٹوکرنسی کے نظام کو منع اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ لوگ اس کو ناجائز کاموں میں استعمال کرتے ہیں؟

ایک مغالطہ یہ ہے کہ چونکہ لوگ کرپٹوکرنسی کا ناجائز کاموں میں استعمال کرتے ہیں، لہٰذا اس کا استعمال منع کیا جاتا ہے۔

جواب: یہ سوال کیا جاتا ہے کہ: ’’کچھ لوگ کرپٹوکرنسی کو ناجائز کاموں میں بھی استعمال کرتے ہیں، مثلاً نشہ آور چیزوں کی خرید وفروخت یا جرائم کی ادائیگی، ایسی صورت میں ان کا یہ مخصوص استعمال ناجائز ہوگا یا خود کرپٹوکرنسی ہی ناجائز ہوجائے گی؟‘‘

بنیادی بات سمجھنے کی یہ ہے کہ کرپٹوکرنسی سے پہلے بھی تو لوگ نشہ آور چیزوں کی خرید وفرخت کرتے تھے یا جرائم کی ادائیگی کرتے تھے تو کیا مفتیانِ کرام نے کاغذی کرنسی (یورو، امریکی ڈالر) کو اس وجہ سے ناجائز قرار دے دیا کہ لوگ اس سے ناجائز کام کرتے ہیں؟ ہم نے پچھلے مغالطوں کے جواب میں یہ گزارش کی تھی کی کرپٹوکرنسی کے نظام کے اندر ہی کچھ شرعی قباحتیں ہیں جن کی وجہ سے اس میں سرمایہ کاری کرنا، اس سے خرید وفروخت کرنے سے مفتیانِ کرام منع فرماتے ہیں، لہٰذا صرف یہی ایک وجہ نہیں کہ چونکہ کرپٹوکرنسی سے لوگ نشہ آور چیزیں خریدتے ہیں یا اس سے جرائم کی ادائیگی کرتے ہیں تو کرپٹوکرنسی کا نظام غلط ہے۔

مغالطہ نمبر ۱۲:

کیا کرپٹوکرنسی کا نظام اسلام کے قریب ہے؟

ایک مغالطہ یہ ہے کہ کرپٹوکرنسی کا نظام اسلام کے قریب ہے۔

جواب: آپ یہ کہتے ہیں کہ:

’’حکومتوں کی کرپشن، لوٹ مار اور بے راہ روی کی وجہ سے لوگوں کا مرکزی اداروں سے اعتماد اٹھ رہا ہے، ایسے میں وہ متبادل نظام کی طرف سرگرداں ہیں۔ کرپٹوکرنسی اور بلاک چین وہ نظام مہیا کرتا ہے:

"This is as close to Islam as it can get."

کیا ہم ظلم برداشت کرتے رہیں یا اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے کسی اور نظام کی طرف مائل ہو سکتے ہیں؟‘‘

ہمارے پاس کیا اعداد و شمار ہیں جن کی بنیاد پر ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ لوگوں کا مرکزی اداروں سے اعتماد اٹھ رہا ہے؟ پوری دنیا کا معاشی نظام اس وقت مرکزی اداروں کے ہی مرہونِ منت ہے، گو کہ اس بات میں وزن ہے کہ ترقی پذیر ممالک کے اندر حکومتوں کی کرپشن، لوٹ مار حد درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پوری عالمی معاشی نظام کو اور حکومتوں کو آئی ایم ایف کے شکنجے میں جکڑا گیا ہے، مگر اس کا حل یہ نہیں کہ ہم کرپٹوکرنسی کے نظام کو اختیار کریں جس کے اندر بہت ساری شرعی قباحتیں ہیں۔ ہم نے قانون پر چلنا ہے اور کبھی بھی ملک کے قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا۔ اگر ظلم ہو رہا ہے تو ہم قانونی چارہ جوئی اختیار کریں گے اور یہی بات ’’پیغامِ پاکستان‘‘ کے اندر بھی کہی گئی ہے کہ بغاوت نہیں کرنی، بلکہ شرعی، آئینی اور قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی جہد و جہد کرنی ہے۔ لہٰذا اس کا حل یہ ہے کہ ہم اسلامی معاشی نظام کی طرف پیش قدمی کریں جو کہ آئینِ پاکستان میں بھی درج ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ مروجہ کرپٹوکرنسی کا نظام اسلامی معاشی نظام کے قریب نہیں ہے!

مغالطہ نمبر ۱۳:

کیا کرپٹوکرنسی کو کوئی شخص ختم کر سکتا ہے اور کیا اس کی قیمت میں کمی زیادتی کر سکتا ہے؟

ایک مغالطہ ہے کہ کرپٹوکرنسی کو کوئی حکومت، ادارہ، یا شخص ختم نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کی قیمت میں کمی زیادتی کر سکتا ہے۔

جواب: فقہی مقالہ ’’ورچوئل کرنسیوں کی شرعی حیثیت‘‘ میں یہ لکھا ہے:

’’ورچوئل کرنسی کی ایک مثال مشہور ورچوئل کرنسی ’’بٹ کوائن‘‘ ہے۔ بٹ کوائن کو خریدا جا سکتا ہے، بیچا جا سکتا ہے، منتقل کیا جا سکتا ہے، حفاظت کی جا سکتی ہے اور اشیاء کے ثمن کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کا کوئی مادی (یعنی ظاہری و خارجی) وجود نہیں ہوتا اور اسے نہ تو کسی سرکاری ادارے نے جاری کیا ہے اور نہ ہی کسی سرکاری ادارے کا اس پر کوئی اختیار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

کوئی حکومت، ادارہ یا شخص اس کو نہ تو ختم کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کی قیمت میں کمی یا زیادتی کرسکتا ہے۔'' (مفتی اویس پراچہ صاحب، ورچوئل کرنسیوں کی شرعی حیثیت، صفحہ:۱۸)

ہم نے مغالطہ نمبر: ۶ اور ۷ کے جواب کے اندر ہم نے آپ کے سامنے یہ دلائل پیش کیے تھے کہ کرپٹوکرنسی مائننگ پر چند مائننگ پولز کا قبضہ ہے اور وہ لوگ بٹ کوائن کرپٹوکرنسی پر اپنی اجارہ داری قائم کیے ہوئے ہیں۔ نیز بٹ کوائن کی قیمت میں کمی یا زیادتی پر کچھ لوگوں کا کنٹرول ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جن کا کرپٹوکرنسی مارکیٹ میں زیادہ سرمایہ لگا ہوا ہے اور وہی لوگ سٹے بازی کے تحت اور مارکیٹ میں خرید وفروخت کے ذریعے سے بٹ کوائن کی قیمت کو کنٹرول کرتے ہیں۔

اب حال ہی میں یعنی ۱۵ر مئی ۲۰۲۲ کو ایک بٹ کوائن کی قیمت ۳۰ ہزار یورو تھی۔ صرف ایک مہینے میں اس کی قیمت ۲۰ ہزار یورو تک آ گئی ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ کرپٹوکرنسی بیچنے والے سیلسیئس نیٹ ورک Celsius Network نامی پلیٹ فارم نے اپنے صارفین کے اکاؤنٹ منجمد کر دیئے، جس کی وجہ سے اس کے سترہ لاکھ صارفین اپنے اکاوئنٹ سے پیسے نکلوانے، منتقل کرنے یا کرپٹوکرنسی کو پیسے میں تبدیل کرنے کی سہولت سے محروم ہوگئے اور اس فیصلے کی وجہ سے بٹ کوائن کی قیمت ۵۰ فیصد اور ایتھیریم قیمت میں ۶۰ فیصد کمی دیکھنے میں آئی۔[4،3] تو یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ:

''کوئی حکومت، ادارہ یا شخص اس کو نہ تو ختم کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کی قیمت میں کمی یا زیادتی کرسکتا ہے۔''

مغالطہ نمبر: ۱۴

کیا کرپٹوکرنسی بجلی اور گیس کی طرح عمدہ اموال کی طرح ہے؟

ایک مغالطہ ہے کہ کرپٹوکرنسی، بجلی اور گیس کی طرح عمدہ اموال میں سے ہے۔

جواب: فقہی مقالہ ''ورچوئل کرنسیوں کی شرعی حیثیت'' میں پہلے مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ:

''بجلی اور گیس ایسے عمدہ اموال میں سے ہو چکے ہیں جن میں لوگوں کی خواہش پائی جاتی ہے۔ انہیں ان اعیان میں داخل کرنا مشکل ہے جو بذاتِ خود قائم ہوتی ہیں، اس کے باوجود ان کی خرید و فروخت درست ہے اور لوگوں کا ان پر بغیر کسی نکیر کے تعامل ہے۔''

پھر اس قول پر قیاس کرتے ہوئے یہ دلیل قائم کی گئی ہے:

''ورچوئل کرنسیاں بھی بجلی کی طرح ہی اپنی ذات رکھتی ہیں، لیکن اپنے اظہار کے لیے آلات کی

محتاج ہوتی ہیں۔ کسی ورچوئل کرنسی مثلاً بٹ کوائن کی جب تخلیق ہوتی ہے تو وہ ایک ٹرانزیکشن بناتی ہے۔ ٹرانزیکشن معلومات کا ایک مجموعہ ہوتا ہے جس میں مالک کا نام اور ٹرانزیکشن کی قیمت بھی شامل ہوتی ہے۔ یہ ٹرانزیکشن بظاہر ایک کوڈ کی شکل میں ہوتی ہے۔ یہ کوڈ چارج، مقناطیسی سگنلز یا روشنی وغیرہ کی شکل میں آلات میں محفوظ ہوجاتا ہے۔ یہ کوڈ درحقیقت خود بھی بجلی کے سگنلز کا مجموعہ ہوتا ہے، کیوں کہ کمپیوٹر ایک مشین ہونے کی وجہ سے اعداد یا الفاظ کو نہیں سمجھ سکتا، وہ صرف برقی اشاروں کو ہی سمجھ سکتا ہے۔ یہ محفوظ شدہ چارج، مقناطیسی اشارے یا روشنی وغیرہ بوقتِ ضرورت کمپیوٹر اِن آلات سے بجلی کے سگنلز کی شکل میں واپس حاصل کرلیتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ورچوئل کرنسیاں وجود رکھتی ہیں، قابلِ انتفاع ہوتی ہیں اور لوگوں کے تعامل کی وجہ سے مال ہیں۔''

(مفتی اویس پراچہ صاحب، ورچوئل کرنسیوں کی شرعی حیثیت، صفحہ: ۲۳-۷)

جو دلیل دی جارہی ہے کہ ''ورچوئل کرنسیاں بھی بجلی کی طرح اپنی ذات رکھتی ہیں، وجود رکھتی ہیں، قابلِ انتفاع ہوتی ہیں اور لوگوں کے تعامل کی وجہ سے مال ہیں'' تو ہم پہلے مغالطہ نمبر: ۲ اور ۳ کے جواب میں یہ گزارش کرچکے ہیں کہ کرپٹوکرنسی نہ تو حسی طور پر موجود ہوتی ہے اور نہ ہی ان کا انتقال اور قبضہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے حکومت ہوتی ہے، لہٰذا علمائے کرام یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس بنیاد پر قیاس کرنا کہ کرپٹوکرنسی بھی بجلی اور گیس کی طرح عمدہ اموال میں سے ہے، درست معلوم نہیں ہوتا۔

خلاصۂ مضمون اور اہم نکات

کرپٹو اثاثے Crypto Assets (کرپٹوکرنسی، ورچوئل کرنسی، این ایف ٹی، ٹوکن، ڈی سینٹرلائزڈ فنانس اور اس سے متعلقہ پروڈکٹس اور سروسز) اس وقت دنیا میں خاصی مقبولیت پاچکے ہیں اور اس کی بنیاد پر نت نئے خرید وفروخت کے طریقے رواج پارہے ہیں۔ نیز عوام میں ان کی مقبولیت اس بنا پر بھی بڑھ رہی ہے کہ ان کے اندر سرمایہ کاری سے جو نفع حاصل ہورہا ہے اس کی نظیر ماضی قریب میں ملنا مشکل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کا معاشی نظام انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کا محتاج ہونے کی وجہ سے اس سے متعلق شرعی احکامات کا جاننا، تاکہ جائز ناجائز کی پہچان ہوسکے، اس لیے بھی ضروری ہے، تاکہ ہم اپنے مروجہ معاشی نظام کو اسلامی اصولوں کے تابع بناسکیں۔ ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ چیزوں میں جو قدر ہے یا کس طریقے سے ہم چیزوں کی قدر کا تعین کرتے ہیں وہ بھی تبدیل ہورہی ہے۔ اس ساری صورت حال میں ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ آیا یہ قدر حقیقی قدر بھی ہے یا نہیں؟ اور شریعت اس بارے میں کیا رہنمائی کرتی ہے؟

اس مضمون میں ہم نے ان تمام باتوں کا احاطہ کرتے ہوئے اثاثے جمع کرنے کی مختصر تاریخ، اثاثوں کی مختلف اقسام، کمپیوٹر پر اثاثوں کو محفوظ کرنے جیسے اہم موضوعات پر معلومات فراہم کی ہیں۔ کرپٹوکرنسی

(ڈیجیٹل کرنسی یا ورچوئل کرنسی)، بلاک چین، این ایف ٹی اور میٹاورس جیسے موضوعات پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ اس مضمون کی خاص بات یہ ہے کہ اس کے اندر ان اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیا گیا ہے جن کی بنیاد پر مفتیانِ کرام آسانی سے ان ٹیکنالوجیوں کی ماہیت اور کام کرنے کے طریقہ کار کو سامنے رکھتے ہوئے ان تمام چیزوں سے متعلق شرعی احکامات اور جواز اور عدمِ جواز پر فتویٰ جاری کر سکتے ہیں۔ ذیل میں ہم بطورِ خلاصہ اہم نکات پیش کر رہے ہیں:

- بلاک چین (Blockchain) ایک ٹیکنالوجی ہے جس کی مدد سے اعداد و شمار (ریکارڈ) یا ڈیٹا کو محفوظ کرتے ہیں۔ علمائے کرام کے بقول اس کا استعمال بذاتِ خود جائز ہے، ہاں البتہ اس کا استعمال ایسی چیزوں میں ہو یا اس سے ایسے کمپیوٹر پروگرامز (سافٹ ویئر) بنائے جائیں جو کہ غلط کاموں میں استعمال ہوں، مثلاً شراب کی ترسیل کا ریکارڈ رکھنے کے لیے یا انشورنس کا سافٹ ویئر بنانے کے لیے تو ہمیں ایسی صورتِ حال میں اس کے احکامات مفتیانِ کرام سے پوچھنے چاہئیں۔
- کرپٹو اثاثے جن میں خاص طور پر کرپٹو کرنسی (بٹ کوائن Bitcoin، ایتھر Ether، لائٹ کوائن Litecoin، Ripple, XRP وغیرہ) شامل ہیں، ان سے اجتناب برتنا چاہیے اور راقم کی دانست میں ان مفتیانِ کرام کی رائے میں وزن ہے جو کہ اس کی موجودہ شکل میں اس کے عدمِ جواز کا فتویٰ جاری کر رہے ہیں۔ ہماری رائے میں کرپٹو کرنسی کے عدمِ جواز قرار دینے میں مندرجہ ذیل بنیادی وجوہات ہیں:

□ یورپی یونین جو کہ ۲۷ ممالک کا مجموعہ ہے جن میں فرانس، جرمنی، اٹلی، اسپین، سویڈن، ڈنمارک، فن لینڈ، آئرلینڈ، پولینڈ اور دیگر ممالک شامل ہیں انہوں نے حال ہی میں کرپٹو اثاثوں (کرپٹو کرنسی وغیرہ) کو سٹے بازی قرار دیا ہے اور وہ اس کو Highly Speculative , volatile کہہ رہے ہیں اور پورے یورپ کے ۴۴ کروڑ سے زیادہ عوام کو سرکاری سطح پر اس بات کی نصیحت کر رہے ہیں کہ وہ اس میں حتی الوسع سرمایہ کاری، لین دین اور اس کی خرید و فروخت سے اجتناب کریں۔

□ اس کے پیچھے حکومتوں کا عدمِ اعتماد ہے۔ نیز بیشتر ممالک کے سینٹرل بینک اس کی قانون سازی اور اس کو ریگولیٹ کرنے سے اجتناب برت رہے ہیں۔

□ اس کے اندر ذاتی قدر Intrinsic Value موجود نہیں ہے۔

□ اکثر ممالک میں ہم کرپٹو کرنسی کو استعمال میں لاتے ہوئے ٹیکس ادا نہیں کر سکتے۔

□ یورپ نئی کرپٹو کرنسی بنانے کے طریقہ کار یعنی مائننگ Cryptographic Mining پراسس پر ماحولیات پر اثر انداز ہونے کی وجہ سے سخت قانون سازی کرنے کی راہیں ہموار کر رہا ہے، تاکہ کسی طرح سے یہ مائننگ پراسس کو یورپی ممالک میں روکا جا سکے، تاکہ ماحولیاتی آلودگی اور کرۂ ارض پر اس کی وجہ سے پھیلنے والے اثرات جن میں اوزان تہہ کا بڑھنا اور گلیشیرز کا پگھلنا اور درجۂ حرارت کا بڑھنا جیسے عوامل شامل

ہیں، ان ہی عوامل کی وجہ سے یورپ مائننگ پراسس (نئی کرپٹوکرنسی بننے کا عمل) کی حوصلہ شکنی کررہا ہے۔

- کرپٹوکرنسی حسی طور پر کمپیوٹر میں موجود نہیں ہوتی، نہ اس کا انتقال ہوتا ہے اور نہ اس پر قبضہ ہوتا ہے اور محض لیجر ledger کھاتے میں (ریکارڈ میں) تبدیلی واقع ہوتی ہے۔
- اگر بفرضِ محال عوام میں اس کی مقبولیت ہو بھی رہی ہے تو اس کو بنیاد بناکر اس کو شرعی طور پر جائز نہیں بنایا جاسکتا، جب تک کرپٹوکرنسی تمام شرعی معیارات اور اصول وضوابط پر پورا نہیں اُترتی۔
- اس میں غرر ہے اور نفع نقصان کی شرح میں قیاس اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ اس کے بارے میں عالمی معاشی ماہرین (غیرمسلم) حضرات بھی لوگوں کو اس کے نقصانات سے آگاہ کررہے ہیں اور اس کو سٹے بازی قرار دے رہے ہیں۔
- اس کا استعمال ناجائز کاموں مثلاً منی لانڈرنگ اور کالے دھن کو سفید بنانے میں ہورہا ہے، نیز اس کے ذریعے دہشت گردوں کی معاشی معاونت بھی کی جارہی ہے۔
- کرپٹوکرنسی کی وجہ سے کوئی بھی کاروبار یا معاشی سرگرمی Tax Regime ٹیکس کے دائرہ کار میں نہیں آئے گی۔ اس کی وجہ سے حکومتوں کی قانونی اور معاشی عملداری اور ملکوں کے چلانے کے نظام کو خطرہ لاحق ہے۔ اور اس سے جو معاشی نظام میں خرابیاں پیدا ہونے کا امکان ہے وہ اَن گنت ہے۔
- اس سے نت نئے خیالی کاروبار کے طریقے رائج ہورہے ہیں جن کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے اور اس کی وجہ سے امیر، امیر سے امیر تر اور غریب، غریب سے غریب تر ہوتا جارہا ہے۔ نیز اگر گہرا تجزیہ کیا جائے تو دولت چند ہاتھوں میں سمٹ رہی ہے اور ایک خاص طبقے کو اس سے فائدہ ہورہا ہے۔
- کرپٹوکرنسی کی حمایت کرنے والے افراد اس کے Decentralized ڈی سینٹرلائزڈ ہونے کے فائدے گردانتے ہوئے تھکتے نہیں، حالانکہ اگر کرپٹوکرنسی پر ہونے والے سنجیدہ تحقیقی کاموں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات اعداد وشمار سے عیاں ہوتی ہے کہ ڈی سینٹرلائزڈ ہونا مکمل طور پر درست نہیں ہے اور کرپٹوکرنسی پر محض چند افراد اور گروہوں کا قبضہ ہے۔ اور اس کی بنیادی وجہ وہ مائننگ پولز ہیں جو کہ اپنی کمپیوٹیشنل پراسسنگ پاور ہونے کی وجہ سے مائننگ پراسس میں بڑا حصہ رکھتے ہیں۔
- یہ بھی دلیل دی جاتی ہے کہ کرپٹوکرنسی کو کوئی بھی مائن Mine کرسکتا ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ کوئی بھی کرپٹوکرنسی کے مائننگ پراسس میں شرکت کرسکتا ہے، مگر سوال یہ ہے کہ اس کا کتنے فیصد امکان ہے کہ وہ مائننگ پراسس میں کامیابی حاصل کرکے نیا بلاک بلاک چین میں شامل کرپائے گا اور نئی کرپٹوکرنسی بنا پائے گا؟ اس کا بہت کم فیصد امکان ہے کہ وہ مائننگ پراسس میں کامیاب ہوسکے۔ گو لوگ اس میں کاروبار کرکے پیسے کمارہے ہیں، مگر مائننگ پراسس کے ذریعے سے اس میں پیسے کمانے کی انفرادی شرح عوامی

طور پر بہت کم ہے۔ نیز یہ کہ ہر شخص کو مائننگ کے ذریعے سے برابر مواقع مل رہے ہیں، یہ بات بھی کسی حد تک درست معلوم نہیں ہوتی۔

□ اس میں مسلمانوں کے حفظ المال کا فقدان ہے، لہٰذا اسلامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے مسلمانوں کو اجتناب برتنے کی ترغیب دیں۔

□ یہ کہنا کہ اگلا معاشی نظام کرپٹو کرنسی پر مبنی ہوگا اور اس کے بغیر مسلمان معاشی ترقی نہیں کر سکیں گے، یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اگر بفرضِ محال ایسا ہو بھی جائے (جیسا کہ سودی بینکاری نظام اس وقت عالمی دنیا میں چھایا ہوا ہے) تو اس کی حلت ہونے کا حکم اس کے عام ہونے کی وجہ سے نہیں دیا جا سکتا۔ ابھی حال ہی میں وفاقی شرعی عدالت کی طرف سے جو تیسری دفعہ یہ فیصلہ آیا ہے کہ سودی نظامِ مالیات غیر اسلامی ہے تو یہ بات بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ کسی نظام کے عام ہونے سے اس کو حلال قرار نہیں دیا جا سکتا، جب تک کہ تمام شرعی اصولوں کے مطابق نہ ہو جائے۔

□ کرپٹو کرنسی کو علمائے کرام اساسِ اصلی قرار دینے سے اجتناب برتتے ہیں، کیونکہ اس میں وہ حقیقی کرنسی کی خصوصیات شامل نہیں ہیں جس کی وجہ سے اس کے جواز کے استعمال کو تسلیم کیا جا سکے۔

□ کرپٹو کرنسی عالمی معاشی اداروں، بینکوں اور حکومتوں کی اجارہ داری ختم نہیں کرتی، بلکہ یہ اجارہ داری سکڑ کر صرف چند ہاتھوں میں رہ جاتی ہے۔

□ یہ فقہی دلیل قائم کرنا کہ چونکہ لوگ اس کو عرف میں تسلیم کرتے ہیں، لہٰذا یہ زر کی تعریف میں داخل ہے اور اس کو حکومتیں روکتی بھی نہیں، لہٰذا اس کو کرنسی نہیں بلکہ زر کہنا چاہیے اور اس کی تجارت فقہی طور پر جائز ہے۔ مفتیانِ کرام سے رجوع کرنے کے بعد ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسا کہنا مناسب نہیں ہے۔

□ اگر کرپٹو کرنسی کو تسلیم کر لیا جائے کہ یہ حسی طور پر موجود ہوتی ہے تو اس وجہ سے دیگر مروجہ کاروبار کے طریقوں مثلاً فاریکس ٹریڈنگ، کموڈیٹی ٹریڈنگ وغیرہ کے احکامات میں بھی تبدیلی واقع ہونے کا امکان ہے۔

□ این ایف ٹی میں سرمایہ کاری، خرید و فروخت اور اس سے منافع کمانے سے بھی اجتناب برتا جائے، ہاں! البتہ کسی کو اپنے ڈیجیٹل اثاثوں کو محفوظ بنانا ہو تو وہ اس کے لیے حقوقِ مجردہ کے قوانین اور این ایف ٹی کا سہارا لیتے ہوئے اس کو محفوظ بنانے سے متعلق احکامات مفتیانِ کرام سے دریافت کر سکتا ہے۔

□ میٹاورس ایک ورچوئل تخیلاتی دنیا ہے اور اس میں اس کے غیر حسی ہونے کی وجہ سے بہت سارے خرید و فروخت کے احکامات شرعی اصولوں پر پورا نہیں اُترتے، لہٰذا میٹاورس میں سرمایہ کاری کرنا، خرید و فروخت کرنا اور منافع کمانے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے، جب تک اس میں رائج خرید و فروخت اور بیع

کے معاملات شریعت کے اصولوں کے تابع نہ ہو جائیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] علامہ محمد امین بن عمر بن عابدین دمشقی شامی رحمہ اللہ۔ مترجم وشارح حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری صاحب، آپ فتویٰ کیسے دیں؟ شرح عقود رسم المفتی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

[2]http://algazali.org/index.php?threads/16296/

[3]Celsius Network, https://www.bbc.com/urdu/pakistan-61793441

[4]https://www.rte.ie/news/business/2022/0613/1304518-cryptocurrency-market -value -slumps-under-1-trillion/

نوٹ: چونکہ سائنسی دنیا میں سائنسی تحقیقی مقالہ جات کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے، لہٰذا سائنسدان ہمیشہ انہی مقالہ جات کے حوالے دیتے ہیں، تا کہ سائنسی طور پر بات میں وزن ہو سکے۔ اس وجہ سے اس مضمون کے آخر میں ہم قارئین کے پیشِ خدمت کچھ سائنسی حوالہ جات بھی پیش کریں گے تا کہ جو حضرات اس کا حوالہ دیکھنا چاہتے ہوں وہ دیکھ سکیں۔

بٹ کوائن سے متعلق مضبوط اور سنجیدہ سائنسی حوالہ جات، بٹ کوائن کا حسّی طور پر کوئی وجود نہیں اور اس میں ذاتی قدر بھی نہیں، اس پر سائنسی حوالہ جات

Eng-Tuck Cheah et al Speculative bubbles in Bitcoin markets An empirical investigation into the fundamental value of Bitcoin, Economics Letters, 2015.

F. Tschorsch and B. Scheuermann,"Bitcoin and Beyond: A Technical Survey on Decentralized Digital Currencies,"in IEEE Communications SurveysTutorials, vol. 18,no. 3,pp. 2084-2123, thirdquarter 2016.

Ethereum White Paper mentioning that" Ethereum is maintain a value without intrinsic value".

https://ethereum.org/669c9e2e2027310b6b3cdce6e1c52962/Ethereum_Whitepaper-Buterin_2014.pdf

بٹ کوائن اور دیگر کرپٹو کرنسیوں میں تیز اُتار چڑھاؤ ہے جس کی وجہ سے اس کا استعمال سٹہ بازی میں ہو رہا ہے، اس پر سائنسی حوالہ جات

Dirk G. Baur and Thomas Dimpfl, The volatility of Bitcoin and its role as a medium of exchange and a store of value, Empirical Economics, 2021.

Neil Gandal et al Price manipulation in the Bitcoin ecosystem, Journal of Monetary Economics, Volume 95,May 2018,Pages 86-96.

Paul Delfabbro et al Cryptocurrency trading, gambling and problem gambling, Addictive Behaviors, 2021.

European Banking Authority Advise on the Speculative Nature of Bitcoin

https://www.eba.europa.eu/eu-financial-regulators-warn-consumers-risks-crypto-assets

بٹ کوائن پر محض کچھ لوگوں کی اجارہ داری ہے اور یہ حقیقی ڈی سینٹرلائزڈ سسٹم نہیں، اس پر سائنس حوالہ جات

A. Gervais, G. O. Karame, V. Capkun and S. Capkun Is Bitcoin a Decentralized Currency in IEEE SecurityPrivacy, vol. 12,no. 3,pp. 54-60,May-June 20149.

L. J. Valdivia, C. Del-Valle-Soto, J. Rodriguez and M. Alcaraz, Decentralization: The Failed Promise of Cryptocurrencies",in IT Professional, vol. 21,no. 2,pp. 33-40,1March-April 2019.

مائننگ سسٹم کے اندر کی خرابیاں اور اجارہ داری، اس پر سائنسی حوالہ جات

Altman Eitan, Menasché Daniel, Reiffers-Masson Alexandre, Datar Mandar, Dhamal Swapnil, Touati Corinne, El-Azouzi Rachid, Blockchain Competition Between Miners: A Game Theoretic Perspective, Frontiers in Blockchain, 2020.

N. Tovanich, N. Soulié, N. Heulot and P. Isenberg, The Evolution of Mining Pools and Miners' Behaviors in the Bitcoin Blockchain, in IEEE Transactions on Network and Service Management, 2022,in Press.

بٹ کوائن کے پیسوں کی تقسیم، اس پر سائنسی حوالہ جات

N. Tovanich, N. Soulié, N. Heulot and P. Isenberg, MiningVis: Visual Analytics of the Bitcoin Mining Economy, in IEEE Transactions on Visualization and Computer Graphics, vol. 28,no. 1,pp. 868-878,Jan. 2022.

Sai Ashish Rajendra, Buckley Jim, Le Gear Andrew, Characterizing Wealth Inequality in Cryptocurrencies, Frontiers in Blockchain, 2021.

المرکز الاسلامی بنگلہ دیش کے چیئر مین

مفتی شہید الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

محمد اعجاز مصطفیٰ

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل و متخصص، المرکز الاسلامی بنگلہ دیش کے چیئر مین، خلافت مجلسِ بنگلہ دیش کے نائب امیر، گونوشیبا اندولن سیاسی جماعت کے چیئر مین ۴؍رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۷؍جنوری ۲۰۲۳ء کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد راہیِ آخرت ہوگئے، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون، إن للہ ما أخذ ولہٗ ما أعطی وکل شيء عندہٗ بأجلٍ مسمّٰی.

مولانا موصوف کی پیدائش ۱۵؍مارچ ۱۹۶۰ء کو ہوئی۔ سرکاری اسکول سے پرائمری کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ دارالعلوم خادم الاسلام گوہرڈانگا میں فوقانی درجات تک تعلیم حاصل کی۔ دورہ حدیث کے لیے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ لیا، درسِ نظامی سے فاتحہ فراغ پڑھنے کے بعد جامعہ ہی میں دو سال میں تخصصِ فقہِ اسلامی کیا۔ اسی دوران جامعہ علومِ اسلامیہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہید قدس اللہ اسرارہم سے ان کی محبت و ربط بڑھا۔ انہی بزرگوں نے ان کو خدمتِ خلق کی طرف متوجہ کیا، جس کی بنا پر انہوں نے ۱۹۸۸ء میں بنگلہ دیش میں المرکز الاسلامی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا، جس کے تحت سیکڑوں مدارس، مکاتب اور مساجد وجود میں آئیں۔ اسی طرح غریبوں، مسکینوں، مریضوں اور یتیموں کے لیے رفاہی ادارے ملک بھر میں بنائے، جو حضرات بنگلہ دیش گئے ہیں اور انہوں نے ان کی خدمات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، وہ گواہی دیتے تھے کہ مولانا موصوف بنگلہ دیش کے ''ایدھی'' کہلاتے تھے۔ بنگلہ دیش میں طوفان ہو، زلزلہ ہو یا سیلاب، مولانا مخلوقِ خدا کی خدمت میں سب سے آگے ہوتے تھے۔ اسی طرح حرمین شریفین میں ''ضیوف الرحمٰن'' کی خدمت اور روزہ داروں کے لیے سحر و افطار کا انتظام، برما کے مہاجرین کی خدمات انجام دینا اور

کرونا میں فوت شدہ حضرات کو اپنے ہاتھوں سے دفن کرنا جیسی سنہری خدمات اور صدقات ان کے لیے ذخیرۂ آخرت ہوں گے۔ اسی طرح بنگلہ دیش میں دینی فتنوں کے خلاف بھی وہ زندگی بھر نبرد آزما رہے، خصوصاً قادیانی فتنہ کے استیصال کے لیے انہوں نے بھرپور کوششیں کیں، جن کی پاداش میں کئی بار انہیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھی جانا پڑا، حتیٰ کہ کچھ عرصہ جلاوطنی بھی گزارنا پڑی۔ ۲۰۰۱ء میں سیاست میں بھی حصہ لیا اور بنگلہ دیش اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے سابق مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

''فضلاء جامعہ کے ''گلدستے'' کا حسین کھلتے ہوئے ''پھول'' تھے۔ طالب علمی کے زمانے سے ہی خدمت کے جذبے سے سرشار تھے۔ تمام اساتذہ کی خدمت کا شرف ان ہو حاصل ہوا، ہفتہ یا ایک مہینہ میں خود کھانا بنا کر، اساتذہ کی دعوت کیا کرتے تھے۔ نانا جان حضرت اقدس بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خادمِ خاص حاجی عبداللہ مرحوم کی آخری علالت میں ان کے کراچی کے قیام، اور پھر سعودی عربیہ میں ان کی وفات تک، ان کے ساتھ رہے، حاجی صاحب مرحوم کو گلے کا کینسر ہوگیا تھا، آپریشن کے بعد ان کے گلے کا زخم بگڑ گیا تھا، ان کے زخم کی صفائی وغیرہ، ان کو کھانا کھلانا، پلانا، دوا، استعمال کرانا، سب مولانا شہید الاسلام ہی کیا کرتے، پھر جب ان کے سعودی عرب جانے کا انتظام ہوا تو بھی ان کی خدمت کے لیے ابا جان کے حکم پر مولانا ہی ساتھ آئے تھے، اور پھر تا دم آفریں ''مدینہ منورہ'' میں ان کے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے حاجی صاحب مرحوم اور دیگر اساتذہ کی خدمات کا صلہ، چہار دانگ عالم میں شہرت کی شکل میں دیا۔ بنگلہ دیش میں ''المرکز الاسلامی'' نام کا ایک ادارہ قائم کیا، جس کا ابتدائی چندہ پاکستان سے ہمارے بڑے خالو جان حضرت اقدس مولانا طاسین رحمہ اللہ نے ایک معقول رقم کی صورت میں دیا اور ابا جان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھ رقم فراہم کی، جس سے وہاں جا کر ایک ایمبولینس سے کام شروع کیا، جو بڑھ کر ''پانچ سو'' سے زائد ایمبولینسز تک پہنچ گیا، ایمبولینس سروس کا آغاز کر کے پھر ''مکاتبِ قرآنیہ'' بنین وبنات کے مدارس کا جال پورے بنگلہ دیش میں پھیلایا۔ بچیوں کے مدرسوں میں دو ہزار سے زائد بچیاں رہائشی زیرِ تعلیم تھیں جو ڈھاکہ کے قریب تھا، دیگر شہروں میں اس کے علاوہ تھے۔ پھر ڈھاکہ میں مہنگے علاقے میں ایک زمین خرید کر اس پر آٹھ منزلہ خوبصورت عمارت تعمیر کی، جس میں مدرسہ، مسجد، مہمان خانہ اور جدید ہسپتال کا نظام قائم کیا۔ مولانا آگے سے آگے بڑھنے کی چاہت میں اپنے کام کو بڑھاتے رہے، پھر سیاست میں عملی حصہ لے کر اپنے آبائی علاقے میں سے منتخب ہو کر پارلیمنٹ میں جا پہنچے۔ ''المرکز الاسلامی'' کا ایک مدرسہ نیو یارک امریکا میں بنایا،

جو ابھی تک قائم ہے۔ بنگلہ دیش میں قائم ان کے ادارے ان کے صدقاتِ جاریہ کی شکل میں رواں دواں ہیں۔ ۲۰۰۳ء یا ۲۰۰۴ء میں بنگلہ دیش کے دور دراز علاقے ''ناڑائل'' میں ایک عظیم الشان تین روزہ کانفرنس منعقد کی، جس میں وہاں کے دس لاکھ سے زائد افراد شامل ہوئے، اور دنیا کے مختلف علاقوں سے علماء کو اپنے ادارے کے خرچ پر بلایا، جنگل میں منگل بنایا ہوا تھا، اس پسماندہ علاقے میں ''تین روز'' تک جشن کا سماں رہا، شرکاء کے لیے ''کئی بیل'' روزانہ ذبح کیے جاتے تھے، مسلسل پلاؤ بن بن کے سب میں تقسیم ہورہا تھا۔ اس سفر میں ہماری ملاقات وزیر اعظم خالدہ ضیاء سے بھی کروائی۔ آخری زمانہ کافی عرصہ جلاوطنی میں گزرا، الحمدللہ بالکل آخری ایام ایام میں وطن واپسی کی راہ ہموار ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے صدقات کو قبول فرمائے اور تاقیامت جاری ساری رکھے، آمین۔''

مرحوم کے پسماندگان میں ایک بیوہ، دو بیٹے، چار بیٹیاں اور ہزاروں متعلقین ومحبین ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی خدمات کو قبول فرمائے، اور ان کے اہلِ خانہ، متعلقین ومحبین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ قارئینِ بینات سے حضرت مفتی صاحب کے لیے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

گیس کی قلت کی صورت میں گیس کمپریسر لگانے کا حکم

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارہ میں کہ:

آج کل ہمارے علاقے میں ہمارے علم کے مطابق تقریباً ہر گھر میں گیس کمپریسر موجود ہے اور ہر شخص اس قابل نہیں کہ وہ سیلنڈر کا استعمال بھی کرسکے، کیوں کہ آج کل سیلنڈر گیس ۲۰۰ روپے کلو ہے، اس صورت میں گیس کمپریسر گیس کھینچ کر اس کا پریشر بڑھا دیتی ہے۔ کچھ تو اس کا استعمال فقط کھانا پکانے کی حد تک کرتے ہیں اور کچھ اس کو عام استعمال کرتے ہیں، یعنی ہیٹر، گیزر وغیرہ سب اس پر سارا دن چلتے ہیں۔ اس کے بارے میں راہنمائی فرمادیں کہ آیا کہ:

یہ کسی صورت میں ’’الضرورات تسبیح المحظورات‘‘ کے تحت جائز ہوسکتی ہے؟

اگر جائز ہوگی تو اس کی دلیل اور جواز کی حد کیا ہوگی؟ یا یہ کسی صورت جائز نہیں ہے؟

اگر جواز کی کوئی صورت نہیں ہے تو اس کا استعمال کرنے والے حرام کے مرتکب ہیں یا حرام سے نچلے درجے پر گناہگار ہیں؟

براہِ کرم شرعی راہنمائی عطا فرمائیں۔ مستفتی: عبدالصمد

الجواب حامداً و مصلياً

صورتِ مسئولہ میں زیادہ گیس کھینچنے کے لیے گھر میں غیر قانونی طور پر گیس کمپریسر لگانا شرعاً جائز نہیں ہے، اس لیے کہ جب گیس کی قلت ہے تو باوجود قلت کے کمپریسر کے ذریعہ کھینچ کر دوسروں کے لیے مزید قلت پیدا کرنا دیگر صارفین کی حق تلفی ہے، نیز یہ کہ گیس کمپریسر کا استعمال قانوناً بھی جرم ہے، اس لیے اس کے استعمال سے اجتناب لازم ہے۔

اور یہ ’’الضرورات تبیح المحظورات‘‘ کے تحت جائز نہیں ہوسکتا، کیوں کہ فقہاء نے ضرورت کے تحت منظور کے ارتکاب کی وہاں اجازت دی ہے جہاں واقعی ضرورت ہو اور اس ضرورت کو پورا کرنے میں دوسرے کو نقصان نہ پہنچایا جائے، جیسا کہ حالتِ مخمصہ میں مردار کا کھانا، اِکراہ کی حالت میں کلمۂ کفر کہنا وغیرہ، جبکہ مذکورہ مسئلہ میں اولاً تو ضرورت کا تحقق ہی نہیں ہو رہا اور پھر اس میں ایک فرد اپنی سہولت کے حصول کے لیے دیگر صارفین کو تکلیف دے رہا ہے۔

مزید یہ کہ فقہاء نے جہاں ’’الضرورات تبیح المحظورات‘‘ کا قاعدہ ذکر کیا ہے، وہیں ’’الضرر لایزال بالضرر‘‘ کا قاعدہ بھی ذکر کیا ہے، یعنی لاحق ہونے والے ضرر کا ازالہ کسی اور کی ضرر رسانی کے ذریعہ جائز نہیں ہے، مثلاً ایک آدمی مضطر ہے، بھوکا ہے اور اس کے ساتھ ایک اور مضطر ہے جس کے پاس کھانا ہے تو پہلے والے مضطر کے لیے اس کی اجازت نہیں ہے کہ وہ دوسرے مضطر کا کھانا کھائے۔

اور پھر اس میں قانون کی خلاف ورزی کا گناہ بھی ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا ہی ضروری ہے، اور اس کا ارتکاب کرنے والا الاحرام کا ارتکاب کرنے والا ہوگا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے:

’’عن أبي صرمة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ضار أضر الله به، و من شاق شق الله عليه.‘‘(سنن ابن ماجة، ج:٢، ص:٧٨٥، كتاب الأحكام، باب من بنى في حقه ما يضر بجاره، ط: دار إحياء الكتب العربية)

’’فيض القدير‘‘ میں ہے:

’’(لا ضرر) أي لا يضر الرجل أخاه فينقصه شيئاً من حقه (ولا ضرار) ... وفيه تحريم سائر أنواع الضرر إلا بدليل لأن النكرة في سياق النفي تعم.‘‘

(فيض القدير للمناوي، ج:٦، ص:٤٣١) حرف "لا" برقم: ١٣٤٧٤، ط: المكتبة التجارية الكبرى، مصر)

اور ’’الأشباه والنظائر لابن نجيم‘‘ میں ہے:

’’الضرورات تبيح المحظورات ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخمصة، وإساغة اللقمة بالخمر، والتلفظ بكلمة الكفر للإكراه وكذا إتلاف المال، وأخذ مال الممتنع من الدين بغير إذنه ودفع الصائل، ولو أدى إلى قتله .

وزاد الشافعية على هٰذه القاعدة بشرط عدم نقصانها ... ولكن ذكر أصحابنا رحمهم الله ما يفيده؛ فإنهم قالوا: لو أكره على قتل غيره بقتل لا

یرخص له، فإن قتله أثم ؛ لأن مفسدة قتل نفسه أخف من مفسدة قتل غيره.‘‘ (الأشباه والنظائر لابن نجيم، ص: ٨٥، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

وفيه أيضا:

’’الضرر لا يزال بالضرر ... وكتبنا في شرح الكنز في مسائل شتى ... ولا يأكل المضطر طعام مضطر آخر ولا شيئا من بدنه .‘‘

(الأشباه والنظائر لابن نجيم، ص: ٨٦، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح | الجواب صحیح | کتبہ
ابوبکر سعید الرحمٰن | محمد انعام الحق | خلیل اللہ
الجواب صحیح | | تخصصِ فقہِ اسلامی
محمد عبد القادر | | جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

..... ❀ ..... ❀ ..... ❀ .....

نَقدُ و نَظَر

نَقدُ و نَظَر

ادارہ

صراط المنعمین في حیاۃ الأنبیاء والمرسلین

المعروف: تحقیق عقیدۂ حیاتِ انبیاء علیہم السلام

تالیف: حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ (شیخ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑپکا)۔ صفحات (جلد اول): ۴۰۰، (جلد دوم): ۷۲۸۔ قیمت: درج نہیں۔ ناشر: ادارہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ رابطہ نمبر: 061-4514929

جمہور اہلِ سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبور میں حیات ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ اطہر کے پاس پڑھے گئے درود وسلام کو خود بنفسِ نفیس سماعت فرماتے ہیں اور دور سے پڑھے گئے درود وسلام کو ملائکہ پہنچاتے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی برزخی حیات بعض اعتبار سے اس دنیوی حیات سے بھی اقویٰ ہے۔ اس عقیدہ کے بارہ میں اُمت ۱۴ صدیوں تک کبھی دورائے کا شکار نہیں ہوئی تھی، لیکن چونکہ اب قربِ قیامت کا زمانہ ہے اور اس زمانے میں فتنوں کی مالا ٹوٹ کر پے در پے فتنوں کا ظہور ہو رہا ہے، چنانچہ پاکستان میں کچھ لوگوں نے اس متفقہ عقیدے کے قلعہ میں نقب زنی کی کوشش کی اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو متنازع بنانے کا مکروہ سلسلہ شروع کر دیا۔ خدا جزائے خیر دے علمائے امت کو جنہوں نے ہر دور میں جہاں اور فتنوں کے آگے سدِ سکندری قائم فرمائی، وہیں عقیدہ حیات الانبیاء کے منکرین جدید معتزلہ کو بھی امت کے سامنے واضح کر دیا اور معطر ومقدس خوشبو والے عقیدے حیات الانبیاء پر پڑنے والی گرد وغبار کو جھاڑا اور اسے منقح ومنزہ کر کے پیش کر دیا۔ اسی سلسلے

میں لکھی جانے والی کتاب ’’صراط المنعمين في حياة الأنبياء والمرسلين، المعروف: تحقیق عقیدۂ حیاتِ انبیائے علیہم السلام‘‘ اس وقت پیش نظر ہے۔ کتاب کے مؤلف ہمارے شیخ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے خلیفہ مجاز اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی قدس سرہٗ کے شاگردِ رشید اور ان کے علمی جانشین، جنوبی پنجاب کے عظیم علمی ادارے جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم ہیں جو اپنا تعارف آپ ہیں، زیرِنظر یہ کتاب ایک تحقیقی کتاب ہے، جو آٹھ ابواب پر منقسم ہے اور دو جلدوں کی ضخامت کے ساتھ ۱۱۲۸ صفحات پر مشتمل دلائل و براہین کے ساتھ مزین ہے۔

کتاب کے شروع میں تقریباً ڈیڑھ صد صفحات پر محیط مفصل و مبسوط مقدمہ ہے، جس میں: ’’برزخ اور عالم برزخ کی حقیقت‘‘، ’’قبر کی حقیقت‘‘، ’’روح کی حقیقت اور مقصدِ تخلیق‘‘، ’’موت و حیات کی حقیقت‘‘ اور ’’تعیینِ محلِ نزاع‘‘ کے عنوانات قائم کرکے ان موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس کے بعد بابِ اول میں قرآن کریم سے ۸۲ آیاتِ کریمہ، بابِ دوم میں حدیثِ نبوی کے بحرِ ذخار سے ۱۴۴ احادیثِ طیبہ، باب سوم میں خطبۂ صدیق اکبرؓ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع، بابِ چہارم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ۱۷ آثار، تابعین عظامؒ کے ۶۵ ارشادات اور تبع تابعینؒ کے ۲۳ اقوال، بابِ پنجم میں ۴۰۰ سے زائد علمائے امت کے فتاویٰ اور بابِ ششم میں ۵۰ سے زائد اکابرینِ دیوبند کی عبارات نقل کی گئی ہیں، بابِ ہفتم میں ’’قبر کی حیات اور عذاب وثواب پر اجماع‘‘ ۲۴۱ حوالہ جات کی صورت میں اجمالاً پیش کردیئے گئے ہیں، اور بابِ ہشتم میں ’’منکرینِ حیاتِ انبیاء کا حکم‘‘ ۱۱۹ حوالہ جات و فتاویٰ جات کی صورت میں سامنے رکھ دیا گیا ہے۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر تحقیقی، مدلل و مبرہن اور تفصیلی انسائیکلوپیڈیا ہے، علمائے کرام، طلبہ عظام، اور اس موضوع پر مناظرہ کرنے والوں کے لیے خاص طور پر اس کا مطالعہ ضروری ہے اور اہلِ علم اس کتاب سے مستغنی نہیں ہوسکتے۔

ہمارے اکابر کی روایت رہی ہے کہ جب انہیں ان کے کسی تسامح پر متنبہ کیا جاتا تھا تو حق واضح ہونے کے بعد وہ قبول وتسلیم کرنے میں پس وپیش سے کام نہیں لیتے تھے، اُمید ہے کہ ان اکابر سے وابستگی کے دعویدار حضرات اس کتاب کے مطالعے کے بعد حیاتِ انبیاء کے عقیدے کی طرف رجوع کرنے میں شرم محسوس نہیں کریں گے، و باللّٰه التوفيق!

کتاب کا کاغذ مناسب، جلد بہتر اور ترتیبِ مضامین میں سلیقہ مندی عمدہ ہے۔ اُمید ہے کہ اہلِ ذوق حضرات اس کی قدردانی فرمائیں گے۔

تعلیم العقائد (حصہ دوم)

مولانا طاہر محمود سحبان صاحب۔صفحات:۱۹۸۔ قیمت: درج نہیں۔ناشر: عارفی پبلشر، جامعہ اشرف العلوم بیت المکرم، کراچی۔فون نمبر: 0334-5562881

زیرِ تبصرہ کتاب کے مؤلف مولانا طاہر محمود سحبان صاحب جامعہ اشرف العلوم بیت المکرم کراچی کے استاذ الحدیث ہیں۔''العقیدۃ الطحاویۃ'' کی تدریس کے دوران آپ نے طلبہ کو جن عقائد اور نظریات کے متعلق درس دیا، اس تقریر کو تحریر کی صورت دے دی گئی ہے، جس میں فرقہ بندی کے اسباب، فتنہ انکارِ حدیث، غلو فی الدین، بدعات، خواہشاتِ نفسانی، عقل پرستی، اجماع کی حجیت کا انکار، جہالت اور سطحی علم، غیر قوموں سے اختلاط، اسلامی فرقوں کی مختصر تاریخ، خوارج، شیعہ، قدریہ ومعتزلہ، جہمیہ وجبریہ، مشبّہہ، برصغیر میں مختلف مکاتب فکر کا ظہور، دورِ حاضر کے فرقے، نیچری، بریلوی، جماعت اسلامی، غیر مقلدین، مسلک علمائے دیوبند، فروعی مسائل میں اختلاف جیسے موضوعات کو اس کتاب میں سمویا گیا ہے۔گویا فرقہ بندی اور اختلافِ امت کا تحقیقی علمی جائزہ اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے اور پوری کتاب سوالاً وجواباً مرتب کی گئی ہے۔اس اعتبار سے یہ کتاب آسان، عام فہم اور عمدہ اسلوب میں ڈھالی گئی ہے۔راقم الحروف سمجھتا ہے موجودہ فتنوں کے دور میں ہر گھر میں یہ کتاب لازمی ہونی چاہیے، تاکہ ہر گھرانہ اپنے بچوں کو ان فتنوں سے آگاہ کرے اور اپنی نسلوں کے دین وایمان کی حفاظت کرے۔کتاب کی طباعت دورنگہ ہے، کاغذ متوسط ہے اور طباعت عمدہ ہے۔

اُمید ہے کہ اہلِ ذوق حضرات اس کتاب کی قدر افزائی فرمائیں گے۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....